رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۳۵

# روزنامہ الفضل
خطبہ نمبر

ایڈیٹر:- غلام نبی

The DAILY ALFAZL QADIAN.

قیمت ایک آنہ

قیمت ششماہی اندرون ہند ۸ معہ

قیمت ششماہی بیرون ہند ۱۰ معہ

فہرست مضامین





| نمبر ۱۳۹ | مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء | یوم پنجشنبہ | مورخہ ۱۵ رمضان ۱۳۵۴ھ | جلد ۲۳ |
|---|---|---|---|---|

## ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

### خدا تعالےٰ کے فضل کا صبر سے انتظار کرو

فرمایا:۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے، تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے۔ اور آسمانی سکینت تم پر اُترے گی۔ اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے۔ اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا۔ اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کا صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ۔ اور صبر کرو۔ اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو۔ تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جائے۔ یقیناً یاد رکھو۔ کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں۔ اور دل ان کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں۔ انہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ اور وہ ان کے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے دُنیا صادق کو نہیں دیکھتی۔ پر خدا جو علیم و خبیر ہے۔ وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے۔ پس اپنے ہاتھ سے اسکو بچاتا ہے۔"

(الحکم ۱۷-۲۴ نومبر ۱۹۰۳ء)

## مدینۃ المسیح

قادیان ۱۰ دسمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے نسبتاً اچھی ہے۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ نے گذشتہ کئی ماہ میں پنجاب۔ اور یو۔ پی کے مختلف مقامات پر سلسلہ کی اہم خدمات سرانجام دینے کے بعد اپنے فرائض کا چارج لے لیا ہے۔

خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر امور عامہ سلسلہ کے بعض کاموں کے سلسلہ میں آج لاہور تشریف لے گئے۔

آج لجنہ اماء اللہ قادیان کا جلسہ ہوا۔ جس میں مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے رمضان مبارک کے برکات پر تقریر کی چند مستورات نے بھی تقریریں کیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ رمضان ۱۳۵۴ھ



## خطبۂ جمعہ

# آل انڈیا نیشنل لیگ کے والنٹیرز کو اہم ہدایات

## رمضان المبارک کے برکات سے فائدہ اٹھانے کے متعلق ارشادات

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۶ دسمبر ۱۹۳۵ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

سب سے پہلے تو میں نیشنل لیگ کی جو

### والنٹیر کور

ہے۔ اس کے متعلق کچھ باتیں کہنی چاہتا ہوں۔ درحقیقت یہ کور اس احمدیہ کور کی ایک نئی شکل ہے۔ جو پانچ سات سال ہوئے۔ میری تحریک پر جماعت میں قائم کی گئی تھی۔ میں نے اس وقت بیان کیا تھا۔ کہ احمدیہ کور بڑی غرض خدمت خلق اور اصلاح اخلاق ہوگی جب سے جہاں تک اپنے ملک کے اخلاق پر غور کیا ہے۔ خصوصاً مسلمانوں کے اخلاق پر۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کے اندر استقلال کا مادہ بالکل نہیں۔ کوئی کام بھی وہ نتیجہ کی سے ساتھ نہیں کر سکتے۔ اور وہ استقلال اور ایثار جو کامیابی کے لئے ضروری ہے مسلمانوں کے کاموں میں نہیں ملتا۔ اس کی بنیاد زیادہ تر نوجوانی میں پڑتی ہے۔ ماں باپ اپنے بچوں سے ایسی

### غلط طور پر محبت

کرتے ہیں۔ یا مجھے کہنا چاہیئے کہ وہ ان سے ایسی دشمنی کرتے ہیں کہ کبھی بھی بچوں کی اصلاح کو ملحوظ رکھ سکے

### عارضی آرام

سے مقدم نہیں سمجھتے۔ ہندوستانیوں سے یا مجھے یہ کہنا چاہیئے۔ کہ جن جن مسلمانوں سے مجھے ملنے اور ان کے حالات کو دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ سوائے شاذونادر کے۔ سو فیصدی ایسے ماں باپ ہوتے ہیں۔ جو اپنے

### بچوں کے دشمن

ہوتے ہیں۔ یعنی وہ ان کی آئندہ ترقی کو مدنظر نہیں رکھتے۔ بلکہ ان کا عارضی اور وقتی آرام مقدم سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمان باوجود اس طبعی ذہانت کے جو اسلام کی وجہ سے انہیں حاصل ہے۔ ہر میدان میں دوسری قوموں سے پیچھے ہیں۔ گورنمنٹ سے مسلمان شاکی ہیں کہ وہ انہیں ملازمت بہت کم دیتی ہے۔ اور میں مانتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ کے بعض افسر ہندوؤں کے اثر کے نیچے ہوتے ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کے حقوق کو ملازمتوں کے سلسلہ میں پامال کر دیتے ہیں۔ ہندوؤں سے مسلمان شاکی ہیں کہ وہ ان کی تجارت کو بڑھنے نہیں دیتے۔ یہاں تو میں بھی اس امر کو تسلیم کرتا ہوں۔ کہ ہندوؤں کی طرف سے بھی کاروائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ جو

### مسلمانوں کی تجارتی ترقی میں روک

ثابت ہوتی ہیں۔ اور ہندو پسند نہیں کرتے۔ کہ مسلمان تجارت میں حصہ لیں۔ یہ امر بھی بالکل درست ہے۔ کہ زمیندار ہندو ساہوکاروں کے قبضہ میں ہیں۔ گو ساہوکار صرف ہندو ہی نہیں مسلمان اور پارسی بھی ہیں۔ اور

### ہندو ساہوکاروں کے ظلم

ہندو قوم کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے۔ لیکن بہرحال عام طور پر ہندو ہی ساہوکار ہوتے ہیں۔ کچھ مسلمان ساہوکار بھی ہیں۔ اور کچھ پارسی بھی لیکن کثرت ہندو ساہوکاروں کی ہے۔ اور نہ صرف مسلمان بلکہ دوسرے زمیندار بھی شاکی ہیں کہ انہوں نے

### زمینداروں کا خون

چوس لیا ہے۔ مگر میں اس امر کو تسلیم کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ کہ یہی تین باتیں مسلمانوں کی کمزوری کا باعث ہیں۔ بلکہ باوجود ان تینوں باتوں کے مسلمان ترقی کر سکتے تھے۔ اگر استقلال اور قربانی کا مادہ ان میں ہوتا۔ بلکہ اگر صرف یہی بات ان میں ہوتی کہ استقلال سے وہ کام کرنے کے عادی ہوتے۔ تب بھی وہ کامیاب ہو سکتے تھے۔ کیونکہ قربانی کا مادہ ابھی ان میں پایا جاتا ہے۔ گو عارضی ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ

### شہید گنج کے موقع پر

جس رنگ میں مسلمانوں نے مظاہرہ کیا۔ اور جس طریق پر انہوں نے سخت اشتعال کی حالت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھا۔ وہ واقعات شکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک بہت بڑی لہر جذبات کی ان میں موجود ہے۔ لیکن نقص یہ ہے کہ وہ ایک دفعہ اٹھتی اور پھر بیٹھ جاتی ہے۔ اگر مسلمانوں میں استقلال ہوتا۔ اور جس ارادہ کو لیکر وہ ایک دفعہ کھڑے ہوتے اس پر قائم رہتے۔ تو باوجود اس کے کہ انگریز ملازمتیں دینے کے سلسلہ میں ہندوؤں سے متاثر ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں کی تجارت میں روکیں ڈالی جاتی ہیں۔ اور باوجود اس کے کہ مسلمان زمینداروں کی گردنیں ہندو ساہوکاروں کے ہاتھ میں ہیں پھر بھی وہ ان تمام روکوں کو توڑ کر نکل جاتے۔ اور ترقیات میں دوسری قوموں سے پیچھے نہ رہتے۔ ہماری جماعت میں چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک نظام پایا جاتا ہے۔ اور اس کے ماتحت جماعت کے افراد بعض حالات میں تسلسل سے کام کرتے رہتے ہیں۔ اس کے نیک نتائج کو ہم اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ مثلاً قادیان کی تجارت کا وہ رنگ جو آج سے بیس سال پہلے تھا۔ آج نہیں۔ آج سے بیس سال پہلے صرف دو تین احمدی تاجر تھے۔

اور وُہ بھی ہمیشہ شکوہ کرتے رہتے تھے۔ کہ اُن کا کام نہیں چلتا۔ اور یہ کہ وُہ مقروض رہتے ہیں۔

## اٹھارہ بیس سال پہلے کی بات

ہے کہ ہمارا ایک مورو ثی مر گیا۔ قانوناً اس کی زمین ہمیں ملتی تھی۔ ہم نے اس پر قبضہ کرنا چاہا۔ مگر بعض لوگ جو متوفی کے رشتہ دار تھے۔ جبراً اس کی زمین پر قبضہ کرنے پر آمادہ ہُوئے۔ اور انہوں نے ہمارے آدمیوں کا مقابلہ کیا۔ اور ان پر حملہ آور ہُوئے۔ اور پھر انہوں نے اسے ہندو مُسلم سوال بنا دیا۔ اور یوں شکل دے دی۔ کہ گویا احمدی ہندوؤں اور سکھوں پر ظلم کرتے ہیں۔ حالانکہ مرنے والا ہمارا موروثی تھا۔ اور لاولد تھا۔ اور اس کی زمین قانوناً ہمیں ہی ملتی تھی۔ چنانچہ جب عدالت میں یہ معاملہ گیا۔ تو ہمارا حق تسلیم کیا گیا۔ اور اب تک ہم اس پر قابض ہیں۔ لیکن اس زمین کے جھگڑے کو قومی سوال بنا دیا گیا۔ اسی سلسلہ میں

## ایک مصنوعی فساد

کھڑا کر کے یہ مشہور کر دیا گیا۔ کہ نیر صاحب مارے گئے ہیں۔ میں اس قصہ کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ کئی دفعہ میں اس واقعہ کو بیان کر چکا ہوں۔ بہر حال اس وقت ایسے سامان پیدا کر دیئے گئے تھے۔ کہ اگر مجھے وقت پر معلوم نہ ہو جاتا۔ تو اس دن بیسیوں خون ہو جاتے۔ مگر میں اس وقت اتفاقاً گلی کے اوپر کے کمرہ میں کھڑکی کے پاس کھڑا تھا۔ اور جب میں نے لوگوں کے دوڑنے کا شور سُنا۔ تو انہیں روک دیا۔ انہی ایام میں ہمارے طالب علم ایک دفعہ بڑے بازار سے گزر رہے تھے۔ تو ایک ہندو مٹھائی کے تاجر نے اپنی چھابڑیاں زمین پر پھینک دیں۔ اور یہ شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ احمدیوں نے اس کی دوکان لوٹ لی ہے۔ یہ حالات ایسے تھے۔ کہ میں نے سمجھ لیا۔ خدا تعالےٰ

## ہماری جماعت میں بیداری

پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ اس طرح بلا قصور اور خطا جماعت کو بدنام کیا جاتا اور فساد میں مبتلا کرنے کی کوشش کی جاتی۔ اس خیال پر میں نے اسی مسجد میں تمام دوستوں کو جمع کیا۔ اور کہا۔ کہ دیکھو۔ اگر تم فسادات سے بچنا چاہتے ہو۔ تو اس کا طریق یہ ہے۔ کہ آئندہ ان لوگوں سے تعلق نہ رکھو۔ کہ جو اس طرح تم کو بدنام کرتے ہیں۔ آج اگر انہوں نے مٹھائی کی چھابڑیاں خود زمین پر گرا کر یہ مشہور کر دیا ہے۔

کہ احمدیوں نے انہیں لوٹ لیا۔ تو کیا پتہ ہے۔ کل کو کوئی اور تاجر کپڑوں کے تھان گلی میں پھینک کر کہہ دے۔ کہ یہ تھان احمدی لوٹے لئے جاتے تھے۔ یا اپنی صندوقچی کے متعلق کہہ دے۔ کہ یہ احمدیوں نے توڑ ڈالی۔ پس چونکہ ایسے حالات رونما ہو گئے ہیں جن سے فتنوں کے پیدا ہونے کا امکان ہے۔ اس لئے

## جماعت کی عزت اور اس کی حفاظت

کے لئے ضروری ہے۔ کہ خاص احتیاط سے کام لیا جائے۔ پس یا تو آپ لوگ جماعتی ذمہ داری سے سلسلہ کو آزاد کر دیں۔ اور جو چاہیں کریں۔ اور یا پھر اپنے پر یہ پابندی کر لیں۔ کہ صرف انہی لوگوں سے لین دین کیا جائے۔ جو ہم سے تعاون اور صلح رکھنے کے لئے تیار ہوں۔ میں نے کہا میں آپ لوگوں کو کسی خاص طریق پر مجبور نہیں کرتا ہاں چونکہ آپ لوگوں نے خود میرے پاس بیان کیا ہے۔ کہ بعض ہندوؤں نے اپنی چھابڑیاں زمین پر پھینک دیں۔ اور مشہور کر دیا۔ کہ احمدیوں نے انہیں لوٹ لیا۔ حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ تھی اسی طرح آپ لوگ ہی یہ کہتے ہیں۔ کہ بعض لوگوں نے فتنہ پردازی کے لئے یہ خبر مشہور کر دی

کہ نیر صاحب مارے گئے ہیں۔ اور اس طرح احمدیوں کو

## اشتعال دلا کر لڑوانا چاہا

پس اگر آپ لوگ جو کچھ کہتے ہیں۔ صحیح ہے۔ تو میں کہتا ہُوں۔ کہ آپ لوگوں کو میں اُس جگہ جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ جہاں اس قسم کے فتنہ کے سامان پیدا کئے جاتے ہیں۔ آپ لوگوں میں سے کوئی شخص اپنی ذمہ داری پر اُدھر جائے۔ تو میں اُسے روکنا نہیں چاہتا۔ لیکن وُہ اپنا آپ ذمہ دار ہوگا جماعت اس کے متعلق کسی قسم کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں ہوگی۔ لیکن اگر آپ چاہتے ہیں کہ جماعت بحیثیت جماعت ایسے فتنوں کے وقت میں آپ کی مناسب امداد کرے۔ تو پھر آپ اقرار کریں۔ کہ آپ ان لوگوں سے سودا نہیں خریدیں گے کہ جو اس قسم کے فساد کھڑا کرتے ہیں۔ صرف ان لوگوں سے سودا خریدیں گے۔ جو آپ کے ساتھ شریفانہ طور پر تعاون کرنا چاہیں گے۔ چنانچہ اسی وقت ایک رجسٹر کھولا گیا۔ اور میں نے کہا۔ جو لوگ یہ عہد کریں۔ کہ وُہ آئندہ اپنا سودا صرف احمدی دوکانداروں سے یا دُوسری اقوام کے ان دوکانداروں سے خریدیں گے۔ جو ہم سے تعاون کا اقرار کریں۔ وُہ اس میں اپنا نام لکھا دیں۔ اور جو چاہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے افعال کے آپ ذمہ وار بن سکتے ہیں۔ یا سب ہندوؤں سے وُہ سودا خریدنا چاہتے ہیں۔ اور ہندوؤں اور سکھوں میں انہیں رسُوخ حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے انہیں کوئی خطرہ نہیں۔ وُہ اپنا نام الگ لکھا دیں۔ اس پر صرف سات احمدیوں نے کہا۔ کہ ہم ہندوؤں سے سودا خریدیں گے۔ لیکن باقی سب نے کہا۔ کہ خطرہ حقیقی ہے۔ اور ہم ان ہندوؤں سے سودا نہیں خریدیں گے۔ جو ہمارے ساتھ معاہدہ میں شامل نہ ہوں۔ اس معاہدہ کے مطابق صرف ایک ہندو دوکاندار معاہدہ میں شامل ہوا۔ باقی نے انکار کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دو تین مہینہ میں ہی

## احمدیوں کی کئی دوکانیں کھل گئیں۔

اور اس وقت سے ترقی کرتے کرتے آج یہ حالت ہے۔ کہ قادیان کی تجارت کا اسّی فیصدی حصہ احمدیوں کے ہاتھ میں ہے۔ اور گو ہماری ظاہری تجارت بھی دوسروں سے نمایاں ہے۔ لیکن بعض اندرونی تجارتیں ایسی ہیں۔ جیسے بعض عورتیں تجارت کرتی ہیں۔ پھر بعض عارضی طور پر تجارت کر لیتے اور بعد ازاں چھوڑ دیتے ہیں۔ ان تمام تجارتوں کو اگر ملا لیا جائے۔ تو اسّی فیصدی تجارت احمدیوں کی بنتی ہے۔ حالانکہ اس وقت ایک فیصدی تجارت بھی احمدیوں کے ہاتھ میں نہ تھی۔ اس میں شُبہ نہیں۔ کہ ابتدا میں اس کام کے شروع کرتے وقت بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ بار بار لوگوں کو ہدایتیں دینی پڑتیں۔ اور پھر ان لوگوں کے لئے جرمانے مقرر تھے جو معاہدہ میں شامل نہ ہونے والوں سے سودا خریدتے اور اپنے عہد کو توڑ دیتے لیکن نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ آہستہ آہستہ جماعت کو اس بات کی عادت ہو گئی۔ اب بھی بعض لوگ اس معاہدہ کو کبھی کبھی توڑ دیتے ہیں۔ مگر بہت کم۔ اور جو پابندی کرتے ہیں۔ وُہ بہت زیادہ ہیں۔ شروع میں بے شک ہمیں نقصان بھی ہُوا۔ چنانچہ جماعت کے لوگوں کو مہنگا سودا خریدنا پڑتا۔ بعض دفعہ بٹالہ اور بعض دفعہ امرتسر سے چیزیں منگوانی پڑتیں۔ لیکن آخر یہ نتیجہ ہُوا۔ کہ تجارت کا اکثر حصہ احمدیوں کے ہاتھ میں آ گیا۔ اور قادیان کی ترقی نہایت سُرعت سے اس کے بعد ہوئی۔ جو اس معاہدہ سے پہلے نہیں ہُوئی تھی۔ بلکہ اس معاہدہ کے نتیجہ میں سینکڑوں آدمیوں کو روزی کمانے کا موقعہ مل گیا۔ کسی کو بزازوں کی صورت میں کسی کو قصابوں کی صورت میں۔ کسی کو لوہاروں کی صورت میں۔ اور کسی کو دوکانداروں کی صورت میں۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ اس تحریک کے نتیجہ میں کم از کم

## نمازِ جمعہ کی اہمیّت

### کے متعلق چوہدری افضل حق صاحب کا بیان

مولوی عطاء اللہ صاحب کی قید کے متعلق شکوہ کرتے ہُوئے چوہدری افضل حق صاحب نے اخبار "مجاہد" میں واویلا کیا ہے۔ چنانچہ وُہ لکھتے ہیں:۔ کہ "بعض لوگ ہندوستان کو دارالامان اس لئے قرار دیتے تھے۔ کہ امور دینی میں حکومت مداخلت نہیں کرتی۔ گورنمنٹ نے نمازِ جمعہ پر پابندی لگا کر اور سید صاحب کو قید بامشقت کر کے فتنوں کا دروازہ کھول دیا ہے۔" (مجاہد ۹ دسمبر ۱۹۳۵ء)

ہمیں کم سے کم اس امر سے بہت خوشی ہُوئی ہے۔ کہ زعمائے احرار نماز اور جمعہ کی اہمیت کو تسلیم کرنے لگ گئے ہیں۔ ہم ممنون ہونگے۔ اگر چوہدری افضل حق صاحب اس امر پر روشنی ڈال سکیں۔ کہ وُہ جمعہ کی نماز کس مسجد میں ادا کیا کرتے ہیں۔ اور دوسری نمازیں کس امام کے پیچھے اور کس مسجد میں؟

بعض لوگوں کا بیان ہے۔ کہ بعض زعمائے احرار نماز شاذو نادر دُوسروں کے زغہ میں گھر کر ہی ادا کرتے ہیں۔ ورنہ نماز سے ان کو دُور کا بھی تعلق نہیں۔ اگر چوہدری صاحب مذکورہ بالا اعلان شائع کر دیں۔ تو دُوسرے احرار لیڈروں کے لئے بھی اس میں ایک سبق ہوگا۔ اور وُہ بھی اپنے بڑے لیڈر کے تتبع میں نماز باجماعت اور جمعہ کی ادائگی میں باقاعدگی پیدا کر لیں گے اور گورنمنٹ کا جُرم اور بھی سنگین ہو جائے گا۔ ورنہ حکومت کہہ سکتی ہے۔ کہ دفعہ ۳ کریمنل لاء امینڈمنٹ ایکٹ ہم نے ملک کے امن کو قائم رکھنے کے لئے جاری کیا ہے۔ نماز کے تارکوں سے جمعہ پڑھوانے کے لئے نہیں:۔

## تین ہزار آدمی قادیان میں

بڑھے ہیں۔ اور اس سے جو مرکز سلسلہ کو تقویت پہنچی۔ اور جماعت کی مالی حالت کی درستی پر اس کا اثر پڑا وہ مزید براں ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اگر ہمارے دوست اب بھی ہمت کریں۔ تو ارد گرد کے دیہات کی تجارت کو بھی اپنے قبضہ میں لا سکتے ہیں۔ پس استقلال سے کام لینے کی ایک مثال قادیان کی موجود ہے۔ اس وقت بار بار لوگ کہتے تھے۔ کہ ہندوؤں سے قرض مل جاتا ہے۔ احمدی سرمایہ دار نہیں۔ اور احمدی زمیندار کہتے کہ ان کی گردنیں ساہوکاروں کے قبضہ میں ہیں۔ اگر پہلے طریق کو ترک کر دیا گیا تو وہ نوٹس دے کر ہمیں پکڑوا سکتے ہیں یہ سب مشکلات موجود تھیں۔ صرف ملازمت کا سوال نہیں تھا۔ لیکن باقی دو باتیں موجود تھیں یعنی ایسی قوم سے مقابلہ تھا۔ جس کے ہاتھ میں سینکڑوں سال سے تجارت چلی آ رہی ہے۔ پھر مقابلہ تھا ان ساہوکاروں سے جن کے قبضہ میں زمینداروں کی گردنیں تھیں مگر

### استقلال اور ہمت سے کام لینے سے حالت

بدل گئی۔ اور اب یہ حال ہے کہ گو یہ بالکل جھوٹ ہے کہ ہم غیروں پر ظلم کرتے ہیں۔ مگر مخالفوں کو بھی ہماری طاقت اتنی زیادہ نظر آتی ہے۔ کہ انہوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ ہم دوسروں پر ظلم کرتے ہیں۔ اگر ہماری

### طاقت میں نمایاں فرق

نہ ہوتا تو وہ یہ الزام ہم پر کس طرح لگا سکتے تھے ان کا یہ الزام لگانا بتاتا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں اب احمدیوں کی قادیان میں اتنی طاقت بڑھ چکی ہے کہ اگر ہم ان پر یہ الزام لگائیں۔ کہ یہ غیروں پر ظلم کرتے ہیں۔ تو لوگ اسے ماننے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔ غرض مسلمان اگر استقلال سے کام لیں۔ تو اب بھی حقوق حاصل کر سکتے ہیں اور کوئی جھگڑے کی بات نہیں رہتی۔ ہم نے قادیان میں ہندوؤں سے نہ فساد کیا نہ جھگڑا۔ بلکہ انہیں یقین دلایا کہ اگر کوئی ہندو دوکاندار ہمیں تسلی دلا دے کہ وہ ان جھگڑوں میں شامل نہیں ہوگا۔ تو ہم اس سے بھی معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ جیسا کہ بتا چکا ہوں۔ ایک ہندو دوکاندار نے معاہدہ کیا۔ اور ہم اس وقت سے برابر ان سے سودا خریدتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ

### صرافے کا کام

کرتے ہیں۔ اب تو تحریک جدید کے ماتحت ہم نے زیور بنوانے ترک کر دیئے ہیں۔ لیکن جب تک زیور بنوائے جاتے تھے۔ تو جماعت کے لوگ عموماً انہی سے بنواتے تھے۔ اور چونکہ زیورات کو بیچنا اب بھی منع نہیں۔ اس لئے اگر زیور بیچے جاتے ہیں۔ تو اکثر انہی کے پاس۔ میرے پاس جو چندے میں زیورات آتے ہیں۔ تو بعض

کرنے کے کام کر سکتے تھے۔ مگر کس چیز نے انہیں کام نہیں کرنے دیا۔ صرف عدم استقلال نے۔ ورنہ مسلمان آج بھی وہ قربانیاں کر سکتے ہیں۔ جو یورپ کے لوگ بھی نہیں کر سکتے جس وقت ایک مسلمان کے دل میں غیرت پیدا ہوتی ہے۔ حیرت آتی ہے کہ وہ کس طرح انجام سے لاپرواہ ہو کر کام کر جاتا ہے۔ ابھی ایک سکھ لاہور میں مارا گیا ہے۔ ایک مسلمان الزام قتل میں ماخوذ

# مذہبی دخل اندازی کے نئے معنی

چوہدری افضل حق صاحب ایم ایل سی ہیں اور اس وجہ سے قانون کا بہترین ترجمہ کرنے کے اہل۔ آپ نے کریمنل لاء امنڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت مولوی عطاء اللہ صاحب کی گرفتاری پر ایک لطیف شذرہ لکھا ہے۔ اور ثابت کیا ہے کہ چونکہ مولوی عطاء اللہ صاحب قادیان جمعہ کے لئے گئے تھے۔ اس لئے ان کی گرفتاری مذہبی دست اندازی ہے۔ اب کیا فرماتے ہیں قانون کے ماہر کہ سنٹرل جیل لاہور کے سب مسلمان قیدی اگر فیصلہ کر لیں۔ کہ جمعہ وہ گودا علاقہ پرتگال میں ادا کریں گے۔ یا درہ خیبر کے اس پار آزاد علاقہ میں ادا کریں گے تو حکومت کو سرکاری خرچ پر انہیں بھیج کر جمعہ پڑھوانا چاہیئے ورنہ وہ مذہبی دخل اندازی کی مجرم ہوگی۔ یا اس بارہ میں ان کا کچھ اور فتویٰ ہے۔ پھر یہ بھی سوال ہے۔ کہ اگر ان علاقوں میں جا کر جمعہ ادا کرنے کے بعد وہ واپس آنا پسند نہ کریں۔ تو آیا چوہدری افضل صاحب اور ان کے احرار ان قیدیوں کو واپس لانے کے ذمہ وار ہوں گے یا حکومت؟

ایک اور امر پر بھی اگر چوہدری صاحب روشنی ڈالیں تو مناسب ہوگا۔ وزارت عظمیٰ کے خواب دیکھنے والے (خدا گنجے کو ناخن نہ دے) اگر وزارت عظمیٰ پر فائز ہو گئے۔ اور پنجاب کے سب مسلمان قیدیوں نے حج کی نیت کر لی۔ تو ان کا کیا طریق عمل ہوگا۔ آیا مذہب میں دست اندازی کر کے وہ انکو اس ارادہ سے باز رکھیں گے۔ یا سرکاری خرچ پر اس نیک ارادہ کے پورا کرنے میں ان کی مدد کریں گے۔ اسی طرح اگر اس خیالی وزارت کے دوران میں ہندوؤں نے بنارس جاترا کی یا بدھوں نے گیا کی زیارت کی نیت کی یا مسیحیوں نے یروشلم کی زیارت کی۔ تو اس بارہ میں ان کی کیا روش ہوگی؟

تحریک جدید میں حصہ لینے کے لئے بعض عورتیں اپنے زیور بھیج دیتی ہیں۔ یا صدقہ وخیرات کی مد میں بعض دفعہ زیور آ جاتا ہے۔ وہ ہمارا دفتر اکثر انہی کے پاس بھجواتا ہے۔ پس

### ہم نے بائیکاٹ نہیں کیا

اور نہ ہم بائیکاٹ کو جائز سمجھتے ہیں۔ ہم نے صرف فتنہ سے بچنے کے لئے۔ ایک صورت نکالی تھی جو بالآخر کامیاب ہوئی۔ اسی طرح مسلمان بھی کام کر سکتے تھے۔ اور بغیر آپس کے تعلقات کو خراب

ہے۔ اور عدالت میں اس کا معاملہ پیش ہے۔ جب وہ عدالت میں پیش ہوا۔ تو ادھر عدالت اپنا کام کر رہی تھی۔ اور ادھر وہ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد یہ زبان سے الفاظ کہتا جاتا کہ اللہ بے پروا اللہ بے پروا گویا وہ سمجھتا ہی نہیں تھا۔ کہ عدالت کیا کر رہی ہے۔ اور وہ کس جرم میں ماخوذ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اگر اس نے یہ فعل کیا ہے۔ تو جو کچھ کیا وہ ایک نہایت ہی ظالمانہ فعل تھا۔ اور کسی صورت میں اس کا کرنا جائز نہیں تھا۔ مگر ان حالات سے

پتہ لگتا ہے۔ کہ مسلمان اب بھی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں یہ الگ سوال ہے کہ وہ قربانی غلط کرتے ہیں یا صحیح۔ مگر ان میں قربانی کا مادہ موجود ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ اس مادہ سے فائدہ اٹھا کر انہیں صحیح قربانیوں پر آمادہ کیا جائے۔ اسی طرح مسلمان بالعموم نماز نہیں پڑھتے لیکن اگر کوئی نماز پڑھنے پر آ جائے۔ تو وہ ہر وقت نماز پڑھنے میں ہی لگا دیتا ہے۔ وظیفہ کرنے پر آ جائے۔ تو ہر وقت مصلّی پر بیٹھے وظیفہ ہی کرتا رہے گا۔ اور یہ نہیں سوچیگا کہ کسی اور کام کے کرنے کا بھی خدا نے حکم دیا ہے۔ پھر اگر بھی نماز اور وظیفہ چھوڑیگا۔ تو ایسا چھوڑیگا۔ کہ اگر اسے کبھی کہا جائے کہ نماز پڑھا کرو۔ تو وہ اس پر تمسخر اڑانا شروع کر دے گا۔ یہ جذباتی رنگ ہے استقلال والا نہیں۔ غرض ان تمام باتوں پر غور کرنے کے بعد اور یہ سوچنے کے بعد کہ خود ہماری جماعت کے افراد بھی دوسری مسلمان قوم میں سے نکل کر آئے ہیں۔ اور ان کی خراب عادتیں ان میں بھی پائی جاتی ہوں گی۔ میں نے ضروری سمجھا کہ اس قسم کی تحریک کی جائے در حقیقت انسانی اعمال کے دو حصے ہوتے ہیں۔

### ایک ارادی اور ایک عادی

ارادی اعمال ایمان سے بدل جاتے ہیں۔ لیکن عادی اعمال اسی وقت بدل سکتے ہیں۔ جب اپنی عادت کو تبدیل کیا جائے۔ مثل مشہور ہے کہ کوئی ہندو نیا نیا مسلمان ہوا تھا جب بھی وہ کسی مجلس میں بیٹھتا۔ اور کسی قابل تعریف یا قابل نفرین بات کا ذکر ہوتا تو اور مسلمان تو سبحان اللہ سبحان اللہ یا استغفر اللہ استغفر اللہ کہتے اور یہ رام رام کہنے لگ جاتا۔ لوگ اس پر ناراض ہوتے۔ کہ یہ کیا حرکت ہے۔ جب اور لوگ سبحان اللہ یا استغفر اللہ کہتے ہیں تم بھی سبحان اللہ یا استغفر اللہ کہو رام رام کیوں کہتے ہو آخر جب لوگوں نے اسے بار بار کہا تو ایک دن وہ تنگ آ کر بولا۔ کہ اللہ اللہ دل میں داخل ہوتے ہی داخل ہوگا۔ اور رام رام نکلتے ہی نکلے گا۔ اسی طرح لطیفہ مشہور ہے کہ کوئی مسلمان سخت بھوکا تھا۔ ایک جگہ سے وہ گزرا تو اس نے دیکھا کہ لوگ برہمنوں کو کھانا کھلا رہے ہیں۔ وہ بھی ان میں

### کھانا کھانے بیٹھ گیا

مگر جب کھانا شروع کرنے لگا۔ تو بے اختیار اس کے منہ سے نکل گیا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس پر انہوں نے مار مار کر اسے نکال دیا۔ تو انسان کے جو

### عادی اعمال

ہوتے ہیں۔ وہ زور کے ساتھ نکلتے ہیں آسانی کیساتھ نہیں نکل سکتے

اسی وجہ سے شروع میں مولفۃ القلوب سے خاص سلوک کرنے کا اسلام میں حکم ہے۔ اور قرآن مجید میں بھی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ

**کونوا ربّانیین**

تم ربانی بن جاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا۔ کہ ربانی کے کیا معنے ہیں۔ آپ نے فرمایا **علموا اصغار العلم قبل کبارھا**۔ یعنی ربانی ہونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ علوم میں سے جو چھوٹے ہیں۔ وہ پہلے سکھاؤ۔ اور بڑے بعد میں۔ تو ہمیشہ تدریج کے ساتھ ترقی ہوتی ہے۔ مگر اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ تربیت ہو۔ اگر تربیت نہ ہو۔ تو وہی عادتیں جن کا چھڑانا ضروری ہے۔ انسانی طبیعت میں راسخ ہو جائیں گی۔ اور کبھی پیچھا نہیں چھوڑینگی۔ ان امور پر غور کرنے کے بعد میں نے ضروری سمجھا کہ جماعت کے تمام افراد خصوصاً نوجوانوں میں استقلال اور ہمت اور قربانی کی رُوح پیدا کرنے کے لئے احمدیہ کور قائم کی جائے۔

دنیا میں کوریں جو قائم کی جاتی ہیں۔ وہ ضروری نہیں۔ کہ فوجیں ہوں۔ بلکہ ان میں سے بعض کے قائم کرنے سے صرف یہ غرض ہوتی ہے۔ کہ جو

**باقاعدگی اور پابندی اوقات کی عادت**

فوجیوں میں ہوتی ہے۔ وہی عادت قوم کے نوجوانوں میں بھی پیدا کی جائے۔ بعض افسر اس پر خواہ مخواہ چڑتے ہیں۔ حالانکہ اگر اس رنگ میں لوگوں کے اخلاق کی درستی ہو جائے۔ تو اس میں خود حکومت کا فائدہ ہے۔ کیونکہ جب نوجوانوں کے اخلاق درست ہونگے۔ تو ملک کے فسادات دور ہو جائینگے۔ اور حکومت کی پریشانیاں کم ہو جائینگی۔ پس یہ چھوٹے دماغ والے افسر ہوتے ہیں۔ جو ان باتوں پر چڑتے ہیں۔ ورنہ ولایت میں

**بوائے سکاؤٹ کی تحریک**

ایسی مقبول ہے۔ کہ قریباً ہر حکومت اس کی تائید کر رہی ہے۔ اور اسکی وجہ یہی ہے۔ کہ وہ جانتے ہیں فوج کی نقل کرنے سے کوئی فوج نہیں بن جاتی۔ بلکہ اگر فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ کوروں کے قائم کرنے سے حکومت کا مقابلہ مقصود ہے۔ تو بھی جبکہ حکومت کے پاس

**بندوقیں۔ رائفلیں۔ توپیں اور خطرناک گیسیں**

موجود ہیں۔ چند لاٹھیوں سے پریکٹس کرنیوالوں سے اُسے کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ پس اول تو یہ ضروری نہیں کہ جو کور بنائے۔ اس کا مقصد حکومت کا مقابلہ کرنا ہو۔ لیکن اگر اسے درست بھی تسلیم کر لیا جائے۔ تو جبکہ حکومت کے پاس ہوائی جہاز۔ بم اور زہریلی گیسیں ہیں۔ اُسے ان معمولی باتوں سے کیا خوف ہو سکتا ہے۔ وہ ایک گیس سے سارے علاقہ کو بیہوش کر سکتی ہے۔ ایک بم پھینک کر گاؤں کا گاؤں برباد کر سکتی ہے۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ بموں کی بجائے اگر ہوائی جہازوں سے لوگوں پر پتھر گرانے بھی شروع کر دیئے جائیں۔ یا مٹی کے ڈلے لوگوں پر گرائے جائیں۔ تو اتنی سی بات پر لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ لیکن اگر کور بنانے کا یہ مقصد نہ ہو۔ بلکہ حکومت کی اطاعت اس کور کے فرائض میں داخل ہو۔ تو پھر ایسی کور کے قائم ہونے میں گورنمنٹ کا اپنا فائدہ ہے۔ اسے اس پر اعتراض ہی کیا ہو سکتا ہے۔ غرض والنٹیر کوروں کا بنانا بشرطیکہ انکے قواعد درست ہوں۔ فوج بنانا نہیں بلکہ اس کا مقصد نوجوانوں کو کام کی عادت ڈالنا اور ان میں قربانی کی رُوح پیدا کرنا ہے۔ ہمارے ملک کے لوگوں کا اکثر حصہ ایسا ہے۔ کہ جب کسی کے سپرد کوئی کام کیا جائے۔ وہ ناغہ کرنے لگ جاتا ہے۔ اور عذر پیش کرتا رہتا ہے۔ حالانکہ

**فوجی نظام میں کوئی عذر نہیں سُنا جاتا**

وہاں ایک ہی صورت کام دے سکتی ہے۔ کہ یا تو چھٹی لی جائے۔ اور یا کام کر کے دکھایا جائے اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں۔ جسے وہ اپنی بریت میں پیش کر سکے۔ اس نقص کے ازالہ کے لئے میں نے سمجھا۔ کہ جب تک کور کی صورت میں جماعت کے لوگوں کو اکٹھا نہ کیا جائے گا۔ اور انہیں

**باقاعدہ کام کرنے کی عادت**

نہ ڈالی جائے گی۔ یہ نقص رفع نہیں ہوگا۔ اسی غرض کے ماتحت میں نے احمدیہ کور کو قائم کیا۔ مگر چونکہ اس کے افسروں میں بے استقلالی کا وہ پرانا مادہ موجود تھا۔ جو آج مسلمانوں میں پایا جاتا ہے۔ اور جس نے انہیں زندگی کے ہر شعبہ میں ناکام بنا رکھا ہے۔ اس لئے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد کور یوں غائب ہو گئی۔ کہ گویا وہ کبھی بنائی ہی نہیں گئی تھی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ وہ احمدیہ کور نہیں تھی۔ بلکہ ناخن کی گرد تھی جسے قینچی سے کاٹ کر پھینک دیا گیا۔ اور کبھی بھولے سے بھی یاد نہیں کیا جاتا۔ اب نیشنل لیگ نے میری ہدایات کے ماتحت اس

**احمدیہ کور کا احیاء**

کیا ہے۔ اور میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس کی بڑی غرض لوگوں میں استقلال پیدا کرنا ہے اگر اس میں بھی بے استقلالی دکھائی گئی۔ تو اس کا کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں کور کے افسروں کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ جو لوگ کور میں داخل ہوں۔ وہ اگر حاضری کے دنوں میں سے ایک دن بھی غیر حاضر ہوں۔ تو انہیں سزا دی جائے۔ اور اگر رخصت لینا چاہیں۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ درخواست بھیجکر رخصت لیں۔ اور اگر کوئی اس طریق پر کاربند ہونے کے لئے تیار نہیں۔ تو وہ بیشک کور سے علیحدہ ہو جائے۔ اگر کور والے اس طریق پر جو میں نے بتایا ہے۔ کام نہیں کرینگے۔ اور اگر ماں باپ اپنے بچوں کو مجبور نہیں کرینگے۔ کہ جاؤ اور کور میں کام کرو۔ اس وقت تک یہ کور ہمیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔ پس ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے بچوں کو اس کور میں داخل کریں۔ تا انہیں قربانی کرنے اور استقلال سے کام کرنے کی عادت پڑے۔ ایک چھوٹی سی بات دیکھ لو اسی سے تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ ایک نظام کا پابند ہو جانے سے انسانی زندگی میں کس قدر انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔ تم کسی فرد کے یا حکومت کے دفتر میں پانچ روپیہ پر ملازم ہوتے ہو۔ یا دس روپیہ پر ملازم ہوتے ہو۔ یا بیس روپیہ پر ملازم ہوتے ہو۔ یا پچاس روپیہ پر ملازم ہوتے ہو۔ یا سو دو سو اور چار سو روپیہ پر ملازم ہوتے ہو۔ یا ہزار دو ہزار روپیہ پر ملازم ہوتے ہو۔ غرض خواہ تم

**چھوٹی سے چھوٹی رقم کے ملازم**

ہو۔ یا بڑی سے بڑی رقم کے ملازم ہو۔ کیا تم ایک دن کے لئے بھی غیر حاضر رہ سکتے ہو۔ اور کیا ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ تمہارا اگر جی نہ چاہے تو آپ ہی آپ کام کرنا ترک کر دو۔ مگر اس کے لئے تمہیں کیا ملتا ہے۔ پانچ روپے دس روپے یا بیس پچاس اور سو روپے اس کے مقابلہ میں تم

**اللہ تعالیٰ کی فوج**

میں داخل ہوتے ہو۔ اور خدا تعالےٰ تمہارے سپرد یہ کام کرتا ہے۔ کہ تم پانچ وقت کی نمازیں بالالتزام جماعت کے ساتھ ادا کرو۔ تم انصاف سے بتاؤ۔ کہ کیا تم ان نمازوں پر اسی طرح باقاعدگی رکھتے ہو۔ جس طرح پانچ روپیہ ماہوار کا ملازم اپنے کام کو باقاعدہ کرتا ہے۔ شاید سو میں سے ایک کہہ سکے۔ کہ ہاں میں نمازوں کے متعلق پوری باقاعدگی سے کام لیتا ہوں باقی ننانوے کو ماننا پڑے گا۔ کہ وہ نمازوں پر اتنی بھی باقاعدگی نہیں رکھتے۔ جتنی پانچ روپیہ والا ملازم اپنے کام میں باقاعدگی رکھتا ہے۔ اب بتاؤ۔ جہاں کوئی شخص کھوٹے پیسے جتنا کام نہیں کرتا۔ وہاں اُسے

**جنت**

کی کیا امید ہو سکتی ہے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا۔ کہ جب خدا تعالےٰ سے

**ایک مُعاہدہ**

ہو چکا ہے۔ تو پھر خواہ مینہہ آئے۔ بارش آئے۔ اولے برسیں۔ آندھیاں چلیں۔ مذلت آئے۔ موت آئے۔ انسان گھسٹتا جائے اور مسجد میں پہونچکر نماز ادا کرے۔ یہاں کی نوکریوں کو تو جانے دو۔ محکوم ہے قومی کام سمجھکر بعض لوگ سستی کر جاتے ہوں

لاہور جاکر دیکھ لو۔ ایک دن بھی اگر کوئی غیر حاضر رہے تو اس سے سخت باز پرس کی جاتی ہے۔ ابھی

## ایک احمدی کا معاملہ زیر تفتیش ہے

اس نے مجھے دعا کے لئے بھی لکھا ہے وہ چھٹی پر گھر گیا اور بخار ہوگیا۔ جس پر صرف ایک دن لیٹ پہنچا اس پر اسے دھمکی دی گئی ہے۔ کہ تمہیں ملازمت سے الگ کر دیا جائیگا وہاں ایک دن کے ناغہ پر یہ حال ہوتا ہے۔ اور یہاں یہ حال ہے کہ کوئی پانچ میں سے تین نمازیں باجماعت پڑھ لیتا ہے اور کوئی پانچ میں سے دو۔ اور یہ خیال ہی نہیں آتا کہ میں کوئی بری بات کر رہا ہوں۔ ظلم یہ ہے کہ دل اتنے مردہ ہو گئے ہیں۔ کہ کبھی بھولے سے بھی یہ خیال نہیں آتا کہ ہم کوئی

## بری حرکت

کر رہے ہیں۔ اور جب کوئی پوچھے کہ آج عصر میں آپ نہیں آئے۔ تو نہایت بے تکلفی سے کہہ دیں گے۔ آج ایک ضروری کام پڑ گیا تھا تم کسی کے سامنے یہ نہیں کہتے کہ آج تم نے چوری کی۔ تم کسی کے سامنے یہ نہیں کہتے کہ آج تم نے زنا کیا۔ تم کسی کے سامنے یہ نہیں کہتے کہ آج تم نے ڈاکہ ڈالا۔ تم کسی کے سامنے یہ نہیں کہتے کہ آج تم نے جھوٹ بولا۔ مگر تم نہایت ہی بے تکلفی سے کہہ دیتے ہو کہ آج مجھے ایک کام تھا اس لئے نماز کے واسطے مسجد میں نہ آسکا۔ یہ کتنی مردہ حسی ہے کہ نہ صرف جرم کیا جاتا ہے۔ بلکہ اتنا بڑا جرم کرنے کے بعد بھی یہ

## قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے

جب پوچھا جاتا ہے۔ تو بے تکلفی سے کہہ دیا جاتا ہے آج مجھے ایک کام پڑ گیا تھا ذرا سوچو تو کہ کیا دنیوی نوکریوں کے متعلق بھی اس قسم کے عذرات کئے جا سکتے ہیں اور کیا جن عذرات پر تم نماز ترک کر دیتے ہو وہی عذرات پر اگر ملازمت کے سلسلہ میں ناغہ کرو تو تم ملازم رہ سکتے ہو۔ میں نے اسی وجہ سے مساجد کی الگ الگ کمیٹیاں بنائی تھیں تا وہ لوگوں کے متعلق یہ نگہداشت رکھیں کہ آیا وہ نمازوں میں شامل ہوتے ہیں یا

نہیں مگر اب تک انہوں نے کوئی کام نہیں کیا بلکہ ہماری مساجد کے سارے پریذیڈنٹوں کو نیشنل لیگ کے ایک سالار جیش نے شکست دیدی۔ اور ساتھ ہی اس احمدی لڑکے نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے نوجوان موجود ہیں۔ کہ جب کام کا وقت آئے تو خواہ حالات کچھ ہوں وہ کام پورا کر کے دکھا سکتے ہیں۔ مجھے اس امر کا خیال کر کے کہ ہمارے نوجوانوں میں وہ روح موجود ہے کہ اگر اسے ابھارا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان میں ایسے افراد موجود ہیں جو ہر قربانی کر کے کام کو پورا کر دیں گے اس قدر خوشی ہوتی ہے کہ جیسے کہتے ہیں فلاں شخص کو بادشاہت مل گئی۔ یہ ایک مثال ہے۔ ورنہ بادشاہت اس رتبہ کے مقابل پر کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت فرمایا ہے۔ حقیقتاً میرا دل اس نوجوان کے کام سے اتنا خوش ہے کہ باوجود اس کے اس سے غلطیاں ہوئیں اور

## بیسیوں شکایات

میرے پاس پہنچیں پھر بھی میرا دل خوشی سے اتنا بھرا ہوا تھا۔ کہ مجھ پر ان شکایات نے کوئی اثر نہیں کیا۔ اگر محلوں کے پریذیڈنٹ بھی یہ سمجھتے کہ جو کام ان کے سپرد کیا گیا ہے اسے انہوں نے بہر حال کرنا ہے تو نمازوں میں اتنی سستی کیوں ہوتی میں یہ نہیں کہتا کہ والنٹیروں سے سستی نہیں ہوئی بعض دفعہ ہوئی۔ مگر نمازوں کی سستی سے بہت کم اور ذمہ داری کا احساس بہت زیادہ دکھایا گیا۔ اور جب کسی پر ذمہ داری کا احساس غالب آجاتا ہے اس وقت وہ پھر یہ نہیں سوچتا کہ میرے راستہ میں کونسی روکیں ہیں اور نہ وہ عذرات تراشنے لگ جاتا ہے۔ بلکہ کام کر کے دکھا دیتا ہے۔ ہمارے ملک میں یہ

## ایک عام نقص

ہے کہ جب کسی شخص کو کسی جرم پر پکڑا جاتا ہے تو عذر کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ عذر کوئی چیز نہیں۔ مومن کا فرض ہے کہ وہ کام کر دکھائے اور اگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ تو اس کی سزا بھگتے میرے ساتھ ایسا ہی ایک دفعہ معاملہ ہوا میں اپنے متعلق سخت الفاظ سننے کا عادی نہیں

اور میں ایک ایسی قوم سے ہوں جو اپنی بے عزتی کو کبھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی لیکن ایک غلطی کی وجہ سے مجھے اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔

## حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آخری جلسہ سالانہ پر جس کے بعد آپ کی وفات ہوگئی۔ تقریر فرمانے کے لئے مسجد نور جانا چاہتے تھے۔ آپ چونکہ ان دنوں بیمار تھے اور زیادہ چل نہیں سکتے تھے۔ اس لئے آپ نے خواہش ظاہر کی۔ کہ آپ کے لئے گاڑی کا انتظام کر دیا جائے۔ گاڑی اس وقت صرف نواب محمد علی خان صاحب جاگیر دار کے پاس تھی۔ حضرت خلیفۃ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود ان سے طلب فرما سکتے تھے۔ مگر آپ عادتاً

## سوال کرنے سے احتراز

کرتے تھے۔ مگر چونکہ نواب صاحب میرے بہنوئی اور رشتہ دار تھے اس لئے آپ نے یہ سمجھ کر کہ میرا ان سے مانگنا سوال نہیں کہلا سکتا مجھے فرمایا۔ کہ میاں میں تو نہیں مانگتا تم میرے لئے گاڑی کا انتظام کرا دو۔ میں نے نواب صاحب کو کہلا بھیجا اور انہوں نے گاڑی بھیج دی جس وقت آپ اتر کر مسجد میں تشریف لے گئے تو گاڑی بان نے دریافت کیا کہ میں یہاں کھڑا رہوں یا چلا جاؤں۔ مولوی محمد علی صاحب پاس کھڑے تھے ان سے میں نے دریافت کیا انہوں نے اس خیال کے ماتحت کہ دو گھنٹہ تک تقریر ہوگی یہ کہاں کھڑا رہے مجھے کہا کہ آپ اسے کہہ دیں چلا جائے اور دو گھنٹہ کے بعد آجائے میری یہ شامت اعمال تھی یا بے وقوفی۔ میں نے اسے کہہ دیا کہ دو گھنٹہ کے بعد آنا حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تقریر فرمانے لگے مگر پندرہ بیس منٹ کے بعد ہی آپ کی طبیعت خراب ہوگئی اور آپ نے فرمایا اب مجھ سے بولا نہیں جاتا۔ میں واپس جاتا ہوں۔ میں نے آدمی دوڑایا کہ جلدی گاڑی لاؤ مگر آخر گھوڑوں کے جوتنے اور گاڑی کے تیار کرنے میں دیر لگتی ہے گاڑی وقت پر نہ پہنچی اور حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مسجد سے پیدل ہی روانہ ہو پڑے

آپ نے راستہ میں فرمایا۔ دیکھو میاں میں نے تمہیں کہا تھا۔ کہ گاڑی کا انتظام کرو مگر افسوس تم نے انتظام نہ کیا۔ میں نے اس پر عذر کرنا چاہا مگر بات شروع ہی کی تھی۔ کہ حضرت خلیفہ اول فرمانے لگے۔ مَن حرامی جتاں ڈھیر اور میں خاموش ہوگیا۔ اتنے میں گاڑی بھی آگئی۔ اور آپ اس میں بیٹھ گئے۔ یہ لفظ مجھے آج تک یاد ہیں اور بھولنے میں نہیں آتے مگر اس لئے نہیں کہ وہ مجھے برے لگے۔ بلکہ اس لئے کہ ان میں میرے لئے

## ایک عظیم الشان سبق

پنہاں تھا۔ میں سمجھتا ہوں آپ یہ الفاظ کہنے میں بالکل حق بجانب تھے۔ اور میرا فرض تھا کہ میں آپ سے خود دریافت کرتا یا گاڑی کو ٹھہرائے رکھتا۔ میں نے اپنے پہلے فرض کے ادا کرنے میں کوتاہی کی اور سزا کو خوشی سے برداشت کرنا میرا دوسرا فرض تھا جسے میں نے ادا کر دیا۔ اس موقعہ پر اجتہاد کا کوئی سوال نہ تھا۔ لیکن اجتہاد کر کے میں نے ایک ایسی غلطی کی جس کی سزا مجھے بھگتنی پڑی اور بھگتنی چاہیئے تھی۔ تو

## عذر کرنا ایک لعنت ہے

جو مسلمانوں کے گلے میں پڑی ہوئی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ولو القیٰ معاذیرہ۔ خدا تعالےٰ کے سامنے لاکھ عذر پیش کرو قبول نہ ہونگے۔ پس عذر کوئی چیز نہیں۔ بلکہ اسلام صرف ایک ہی بات کا قائل ہے کہ یا تو جو کام کسی کے سپرد کیا جائے وہ اسے پورا کرے یا اگر پورا نہ کر سکے تو اس کی لاش اس جگہ نظر آئے ان دونوں کے درمیان کوئی راہ نہیں جسے اختیار کیا جا سکے یہ روح ہے۔ جس کو اللہ تعالےٰ

## نماز کے ذریعہ

پیدا کرنا چاہتا ہے اور یہ روح ہے جو نوجوانوں میں کو ... کے ذریعہ پیدا کرنے کا ارادہ کیا گیا ہے اور یہی چیز ہے جو تمام محلوں کے پریذیڈنٹوں کو مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کور نماز نہیں کہ اس میں سے کوئی نکل سکتا ہو بلکہ اس میں داخل ہونا مرضی پر منحصر ہے اور جو

شخص داخل نہ ہونا چاہے۔ یا داخل ہو کر الگ ہونا چاہے۔ وہ اس وقت علیٰحدہ ہو سکتا ہے لیکن یہ ایک ایسی مفید چیز ہے۔ اور اس کے نتائج اتنے اعلیٰ ہیں۔ کہ

## نوجوانوں کا فرض

ہے۔ کہ وہ اپنے پر۔ اپنی قوم پر۔ اپنے زمانہ پر اور اپنی آئندہ آنے والی نسلوں پر رحم کر کے اس میں داخل ہوں اور اپنی عادتیں ٹھیک کریں۔ لیکن اگر باوجود ان فوائد کے کوئی شخص داخل نہیں ہونا چاہتا۔ تو اسے چھوڑ دیا جائے اور جو داخل ہوں ان سے ایسی ہی سختی کی جائے۔ جیسے ایک ملازم ... کا افسر سختی کرتا ہے۔ اگر کسی وقت والنٹیرز میں سے کوئی بیمار ہو۔ تو اس کا فرض ہے۔ کہ وہ ڈاکٹری سارٹیفکیٹ بھیجکر رخصت حاصل کرے۔ ہاں ڈاکٹروں اور طبیبوں سے مل کر یہ انتظام کیا جانا چاہیئے۔ کہ جب کسی کو سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہو۔ تو

## مفت سارٹیفکیٹ

دیا جائے۔ ہر محلہ میں جو ڈاکٹر یا کمپونڈر۔ اور حکیم ہوں۔ انہیں اس قسم کے سارٹیفکیٹ دینے کا اختیار دیا جائے۔ ہماری کونسی دنیوی حکومت ہے۔ کہ اس کے لئے سول سرجن کا سارٹیفکیٹ درکار ہو۔ جو بھی محلہ میں حکیم یا کمپونڈر یا ڈاکٹر ہو اس سے اس قسم کا سارٹیفکیٹ لو۔ یا اگر کوئی زیادہ بیمار ہے۔ تو اس کے رشتہ دار اس کے لئے سارٹیفکیٹ حاصل کریں۔ مگر بہرحال سال کے ۳۶۵ دنوں میں سے میں یہ نہیں کہتا۔ کہ دو سو دن میں یہ نہیں کہتا۔ کہ تین سو دن میں یہ بھی نہیں کہتا۔ کہ ۳۴۰ دن۔ بلکہ میں یہ کہتا ہوں۔ کہ پورے ۳۶۵ دن تمہیں حاضر ہونا چاہیئے۔ سوائے اس کے کہ

## کور کی طرف سے چھٹی کا دن

ہو۔ اور اگر ایک دن بھی تم غیر حاضر ہوئے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ سکیم باطل ہو گئی۔ اس کے بغیر وہ اخلاق پیدا نہیں ہو سکتے۔ جن کو میں پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ پس کور کے افسروں کا فرض ہے کہ وہ والنٹیروں سے کہدیں۔ کہ جو اپنا قدم پیچھے ہٹانا چاہتے ہیں۔ وہ ہٹا لیں۔ اور اگر وہ شامل ہونے کے لئے تیار ہیں۔ تو ماں باپ اور محلے والے سب اس بات کے ذمہ وار ہیں۔ کہ وہ باقاعدہ کام کریں۔ اور خواہ آندھی آئے یا طوفان بارش برسے یا اولے ایک دن بھی اس کام میں بغیر افسروں کی اجازت یا حکم کے ناغہ نہ کیا جائے اس کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ اس نظام کے ماتحت کام کرنے والے اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں باقاعدہ ہونگے۔ اگر وہ دوکان کرینگے۔ تو باقاعدہ کرینگے۔ تجارت کریں گے۔ تو باقاعدہ کریں گے۔ زراعت کرینگے۔ تو باقاعدہ کریں گے۔ غرض وہ ہر کام میں باقاعدہ ہونگے اور اگر وہ مٹی کو بھی ہاتھ لگائینگے۔ تو سونا بنتا چلا جائیگا۔ اسی طرح

## اخلاق کی درستی

بھی والنٹیرز کور کے افسروں کے مدنظر رہنی چاہیئے۔ اگر کوئی گالی دیتا ہے۔ تو تمہارا حق ہے۔ کہ اسے سزا دو اسی طرح اگر کوئی جھوٹ بولتا ہے۔ تو تمہارا حق ہے۔ کہ اسے سزا دو۔ اور اگر کوئی سلسلہ کے نظام کی ہتک کرتا ہے تو تمہارا حق ہے۔ کہ اسے سزا دو۔ گورنمنٹ ... قانون گالی کی سزا نہیں دیتا۔ اور نہ گورنمنٹ ... کا قانون جھوٹ کی سزا دیتا ہے۔ پس جو ... کی سزا گورنمنٹ کے قانون میں نہیں۔ تم اس ... سزا دے سکتے ہو۔ لیکن گورنمنٹ کا قانون ... سزا دیتا ہے۔ پس تم کسی کو اس چوری کی ... جس کا مقدمہ سرکاری عدالت میں جانا ... طرح وہ تمام جرائم جن کا گورنمنٹ کے ... سرکاری عدالت میں لے جانا ضروری ہے ... متعلق تم کوئی سزا نہیں دے سکتے۔ ہاں ان ... سب امور میں کور کے افسر یا سلسلہ کے ... دے سکتے ہیں۔ اور حکومت کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ موجودہ حکومت چونکہ عیسائی ہے۔ ... کے ہی ایک واقعہ سے میں اس امر کی وضاحت کرتا ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے ایک دفعہ سوال کیا گیا کہ قیصر جزیہ مانگتا ہے۔ ہم اسے دیں یا نہ دیں جس طرح آج ہم کہتے ہیں۔ کہ ہماری بادشاہت روحانی ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام بھی کہا کرتے تھے۔ کہ میں روحانی بادشاہ ہوں۔ مگر جس طرح حضرت مسیح کی حکومت قیصر کی حکومت کے مقابل نہ تھی۔ اور وہ باوجود روحانی بادشاہ ہونے کے دنیوی بادشاہ کے تابع تھے۔ اسی طرح باوجود اس کے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے روحانی بادشاہت حاصل ہے۔ ہم بھی حکومت انگریزی کے تابع ہیں اور اس کے احکام کی اطاعت کرنا ضروری جانتے ہیں

تو حضرت مسیح چونکہ یہ کہا کرتے تھے۔ کہ میں روحانی بادشاہ ہوں۔ اس لئے اس وقت کے احراری آپ کے متعلق یہ اعتراض کیا کرتے تھے۔ کہ آپ حکومت کے باغی ہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ اس زمانہ کے احراری آپ کے پاس آئے۔ اور انہوں نے آپ سے سوال کیا۔ کہ ہم قیصر کو جزیہ دیں یا نہ دیں۔ حضرت مسیح نے کہا۔ وہ قیصر تم سے کیا مانگتا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہم سے سکہ مانگتا ہے آپ نے فرمایا۔ مجھے سکہ دکھاؤ۔ اس پر کس کی تصویر ہے۔ جب انہوں نے سکہ دکھایا۔ تو اس پر قیصر کی تصویر تھی آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا۔ جو قیصر کا مال ہے۔ وہ قیصر کو دو۔ اور جو خدا کا مال ہے۔ وہ خدا کو دو۔ اس سے آپ کا مطلب یہ تھا۔ کہ قیصر کا مال چونکہ سکہ ہے اس لئے یہ اسی کا حق ہے اور اسی کو دینا چاہیئے۔ ہاں جو خدا کا حق ہے۔ وہ خدا کو دینا چاہیئے۔ اسی طرح میں کہتا ہوں۔ کہ جو حکومت کا حق ہے وہ اسے دو اور جو تمہارا حق ہے۔ وہ تم لو۔ اور حضرت مسیح کی وفات کے بعد ایک عیسائی حکومت کو ہمارے اس فعل پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ غرض حکومت نے چونکہ اپنے قانون میں یہ امر داخل کیا ہے۔ کہ جو شخص چوری کریگا ہم اسے سزا دینگے۔ پس یہ حکومت کا حق ہے اور اگر کوئی چوری کرتا ہے۔ تو اسے سزا کے لئے حکومت کے پاس لے جانا چاہیئے اور اگر کسی امر کے متعلق حکومت یہ کہتی ہے کہ اسے پولیس کے پاس لے جاؤ۔ تو تم اسے پولیس کے حوالے کر دو۔ مگر پہلے اپنے بزرگوں اور بڑوں سے مشورہ کر لو کیونکہ ممکن ہے۔ تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ فلاں کیس پولیس کی دست اندازی کے قابل ہے۔ مگر درحقیقت ایسا نہ ہو۔ بلکہ آپس میں مصالحت ہو سکتی ہے۔ پس سلسلہ کے بزرگوں اور ان کی معرفت وکلاء سے مشورہ ضروری ہے ... پس جو حکومت کا حق ہے۔ وہ اسے دو۔ مگر جس چیز کے متعلق حکومت یہ نہیں کہتی۔ کہ وہ اس کا مال ہے وہ تمہارا مال ہے۔ اسے لو۔ اگر کوئی گالی دیتا ہے یا بداخلاقی کرتا ہے یا چغلخوری کی عادت رکھتا ہے۔ یا

## نظام سلسلہ کی ہتک

کرتا ہے۔ اس کے متعلق تمہیں حق حاصل ہے۔ کہ تم سزا دو پس اس دائرہ میں تمہاری حکومت ہے۔ اور بیشک تم دلیری سے اپنا حق لو۔ تمہیں کوئی منع نہیں کرتا اور نہ حکومت تم کو کبھی اس بات پر پکڑیگی۔ کہ تم نے کیوں جھوٹ بولنے والے کو سرزنش کی یا غیبت کرنے والے کو سرزنش کی یا سلسلہ کے نظام کی ہتک کرنے والے کو سرزنش کی سوائے اسکے کہ سرزنش خلاف قانون ہو۔ پس اگر سرزنش خلاف قانون ہو تو یہ جرم ہے۔ مثلاً تم یہ نہیں کر سکتے۔ کہ کسی کو جیلخانہ میں بند کر دو۔ یا پھانسی دے دو۔ یہ گورنمنٹ کا حق ہے اور اس قسم کی سزا وہی دے سکتی ہے لیکن اگر کسی جرم پر تم مجرم کی مرضی سے اسے بید بھی لگانا چاہو تو لگا سکتے ہو۔ ہاں اگر مرضی نہ ہو۔ تو پھر بید لگانے کا تمہیں حق حاصل نہیں۔ اور اگر لگاؤ۔ تو یہ قانونی جرم ہوگا۔ لیکن اگر ایک شخص کہتا ہے۔ کہ مجھ سے غلطی ہو گئی اور میں اب جرم کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں تو اس قسم کی سزا دی جا سکتی ہے۔ مگر ایسی سزا جس سے بدنی نقصان ہوتا ہو۔ وہ اسلام میں جائز نہیں۔ مثلاً یہ جائز نہیں کہ کسی کی ناک کاٹ لی جائے خواہ اسکی مرضی ہی ہو یا اگر کوئی قصور کرے تو اس کی انگلی کاٹ لی جائے۔ اور جب پکڑا جائے۔ تو کہدے۔ کہ میں نے اسکی مرضی سے انگلی کاٹی تھی۔ ایسے نہ گورنمنٹ جائز سمجھیگی۔ اور نہ ... قانون کے اندر رہتے ہوئے تم قصور پر دوسرے ... کو سزا دو ... دوسروں کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ

## سزا کو خوشی سے برداشت کریں

... شخص جرم کرتا ہے۔ اور پھر چاہتا ہے۔ کہ سزا کے بغیر اسے معاف کر دیا جائے وہ بہت بڑا بداخلاق ہے۔ ... معلوم ہوتا ہے کہ وہ سزا سے معافی طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ ... کے خالق کی ... افسروں سے معافی طلب نہیں کرتا۔ ... معافی ... یا اس کے خلفاء سے معافی طلب کرتا ... تو وہ کہدیتا۔ کہ آپ مجھے بیشک سزا دے دیں مگر مجھ ... ناراض نہ ہوں۔ لیکن یہ ایسا نہیں کرتا بلکہ سزا سے بچنا چاہتا ہے ... معلوم ہوا کہ یہ سزا سے ڈرتا ہے۔ یہ اس بات سے ڈرتا ہے۔ کہ کہیں مجھے بید نہ لگیں۔ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ ... سلسلہ کی ناراضگی کا میں مورد بن گیا ہوں۔ حالانکہ مومن کا طریق یہ ہوتا ہے۔ کہ اگر اس سے غلطی ہو جائے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے سزا دے لو لیکن مجھ سے ناراض مت ہو اور جو ایسا نہیں کہتا۔ اسکے ایمان میں نقص ہے لیکن یہ بھی غلطی ہے کہ سمجھ لیا جائے معافی کے بعد سزا نہیں ملنی چاہئے۔ یہ تمہارے باپ تمہارے خلیفہ تمہاری پنچائت۔ تمہارے قومی لیڈروں اور تمہارے افسروں کا کام ہے کہ وہ معافی کے ساتھ ہی سزا بھی معاف کر دیں لیکن معافی میں سزا کی معافی شامل نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ یہ علیحدہ چیز ہے۔ پس ایک تو نیشنل لیگ کی والنٹیرز کور کو میں یہ ہدایت دینی چاہتا ہوں۔ کہ تم استقلال سے کام کرو اگر تم اچھی طرح کام کرو۔ تو اپنے اخلاق میں ایک عظیم الشان اصلاح کر سکتے۔ اور اپنے اندر ایسا تغیر پیدا کر سکتے ہو۔ جو تمہاری ترقیات میں نمایاں اضافہ کا موجب ہو جائے۔ بہت لوگ سلسلہ کے دفاتر میں آتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ ہم نے اپنے اوقات میں سے اتنا وقت سلسلہ کی خدمت کیلئے وقف کر دیا ہے

لیکن تم اپنے دل میں سوچ کر دیکھ لو کہ تم میں سے کتنے ہیں۔ جنہوں نے یہ وعدہ کیا اور پھر اسے پورا کیا۔ اگر اس نے روزانہ ایک گھنٹہ یا دو گھنٹے

## سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف

کئے تھے تو کیا وہ سالہا سال روزانہ ایک دو گھنٹے خرچ کر کے سلسلہ کی خدمت کرتا رہا۔ یا دو چار دن وقت دیا اور پھر کبھی خیال بھی نہ آیا کہ میں نے سلسلہ کے لئے کوئی وقت دیا تھا۔ اگر تم اپنے نفسوں پر غور کرو گے۔ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ تم میں سے اکثر نے وعدے کئے مگر پھر ان وعدوں کو توڑ ڈالا۔ لیکن اگر استقلال سے تم کام کرنے کے عادی ہوتے تو آج میں یہ نہ کہتا کہ تم اگر اپنے دلوں کو ٹٹولو۔ تو اپنے آپ میں سے اکثر کو عہد کے خلاف پاؤ گے بلکہ میں یہ کہنے کی جرات نہ کرتا اور اگر کرتا تو تم میں سے اکثر کہہ سکتے کہ ہمارے متعلق یہ خیال صحیح نہیں۔ اگر ہم نے ایک گھنٹہ روزانہ خدمت سلسلہ کے لئے وقف کیا تھا۔ تو ہمارا خدا بھی گواہ ہے اور لوگ بھی کہ پھر ہم نے اس گھنٹے کو کبھی اپنے کام کے لئے استعمال نہیں کیا۔ لیکن ایسا جواب دینے والے تم میں سے بہت کم نکلیں گے۔ اس کی وجہ ایمان کی کمی نہیں۔ ایمان اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمہارے دلوں میں موجود ہے اور نہ صرف ایمان بلکہ

### راسخ اور مضبوط ایمان

اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخشا ہے۔ صرف تمہاری تربیت جو حصہ ہے یہ اس کی کمی کا نتیجہ ہے ایک شخص کتنا ہی ایمان ہو لیکن اگر اسے پریڈ کے لئے کھڑا کرو گے تو دو قدم نہیں ملا سکیگا کیونکہ قدم برابر کرنا اور رنگ کی تربیت چاہتا ہے ایمان کا اس کے ساتھ تعلق نہیں۔ جب بھی جنازہ پڑھنے کا موقع ہو یہ نظارہ دیکھنے کا موقع ملتا ہے کہ جب لوگ کھڑے ہوتے ہیں تو صفیں تک سیدھی نہیں بنا سکتے۔ انکو کہا جائے آگے ہو جاؤ تو گز بھر آگے ہو جائیں گے۔ پھر کہا جائے کہ پیچھے ہو جاؤ تو دو گز پیچھے ہو جائینگے۔ اور انہیں دیکھکر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ سخت گھبرائے ہوئے ہیں۔ میرے ادب کی وجہ سے صفیں درست کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ مگر بجائے صفیں درست کرنے کے انہیں اور زیادہ خراب کر دیتے ہیں۔ تو جو تربیت کی باتیں ہیں وہ تربیت سے ہی آسکتی ہیں اس کے بغیر نہیں آسکتیں۔ پس ایک تو میری یہ نصیحت ہے۔ دوسری نصیحت میں یہ کرنی چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس وقت کسی کو نیکی کا کوئی موقع دے اس وقت اسے ضائع کر دینا بہت بڑی بے وقوفی ہوتی ہے۔ ان دنوں اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک موقع دیا ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کا بابرکت مہینہ رمضان تمہیں ملا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اور آپ سے زیادہ سچا اور کون ہو سکتا ہے کہ ہر چیز کی ایک جزا مقرر ہے نمازوں کی بھی جزا مقرر ہے زکوٰۃ کی بھی جزا مقرر ہے۔ حج کی بھی جزا مقرر ہے مگر روزہ کی کوئی اور چیز جزا نہیں۔ روزے کی جزا میں خود ہوں پس اگر کوئی شخص سچے دل سے روزہ رکھتا ہے تو یقیناً اسے خدا مل جاتا ہے اور اگر کسی کو خدا نہیں ملتا۔ تو معلوم ہوا اس کے روزوں میں کسی قسم کا نقص رہ گیا ہے ورنہ یہ ہو نہیں سکتا کہ تم سچا روزہ رکھو اور تمہیں خدا نہ ملے۔ حقیقی روزہ صرف یہی نہیں کہ تم دن بھر کھاؤ پیو نہیں۔ بلکہ روزہ یہ ہے کہ تم اپنی زبان اپنی آنکھیں اپنے کان اپنے ہاتھ اور اپنے پاؤں سب کو اپنے قبضہ میں رکھو نہ جھوٹ بولو نہ جھوٹی باتیں سنو نہ غیبت کرو نہ غیبت کی باتیں سنو نہ لڑائی کرو نہ فساد کی جگہ میں بیٹھو نہ عیب کرو نہ عیب کی جستجو کرو۔ غرض پوری طرح اپنی زبانوں کانوں۔ آنکھوں، ہاتھوں اور پاؤں کو قابو میں رکھو اور

### اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو

اور اس سے ایسی محبت کرو کہ دنیا میں تم نے کسی سے ایسی محبت نہ کی ہو یاد رکھو اللہ تعالیٰ غیر عاشق کو نہیں ملا کرتا بلکہ اسے ہی ملتا ہے جو اس کے عشق میں گداز ہو۔ بے شک وہ بادشاہ ہے اور انسان ادنیٰ رعیت لیکن محبت صادق اعلیٰ اور ادنیٰ کے امتیاز کو مٹا دیتی ہے میں نے اپنے ایک شعر میں اس مضمون کو بیان کیا ہے جو یہ ہے کہ

طریق عشق میں اے دل سیادت کیا غلامی کیا
محبت خادم و آقا کو اک حلقہ میں لاتی ہے

پس جہاں محبت آجاتی ہے وہاں بڑے اور چھوٹے کا کوئی سوال نہیں رہتا۔ یہ سوال وہیں اٹھتا ہے جہاں محبت نہ ہو مگر جہاں عشق ہو وہاں سب امتیازات مٹ جاتے ہیں دنیوی طور پر بعض لوگ شہنشاہ کہلاتے ہیں۔ لیکن جب کسی غریب گنوارن کی محبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو وہ اسے ملکہ بنا دیتے اور روساء امراء اور حکمران بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح جب انسان اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا اور اسکے عشق میں اپنے آپ کو کھو دیتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی اسکے لئے خالق و مخلوق کا فرق اڑا دیتا اور اس سے آکر مل جاتا ہے پس محبت کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرو۔ محبت یہ نہیں کہ تم کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگ جاؤ۔ بلکہ محبت یہ ہے کہ تمہاری نماز عشق کی نماز ہو۔ تمہارا قرآن مجید کی تلاوت کرنا عشق کی تلاوت کرنا ہو اور تمہارا بھوکا رہنا عشق میں بھوکا رہنا ہو تم میں سے بیسیوں نہیں سینکڑوں ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ ملا اور انہیں رویا اور کشوف اور الہامات ہوئے۔ یہ مقام انہیں اسی لئے حاصل ہوا۔ کہ وہ عشق سے لبریز دل لے کر خدا تعالیٰ کے حضور گئے اور خدا تعالیٰ انہیں مل گیا۔ لیکن دوسرے فلسفیانہ رنگ میں جانے اور ناکام واپس آتے ہیں۔ جہاں فلسفیانہ جذبات ہوں وہاں یہ سوال باقی رہتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ آقا ہے اور بندہ خادم لیکن جہاں محبت کا رنگ غالب آجاتا ہے وہاں یہ سوال نہیں رہتا کہ بڑا کون ہے اور چھوٹا کون۔ میں خدا تعالیٰ کے سامنے بھی جو فلسفیانہ رنگ میں جائیگا۔

### اس کے لئے امتیاز مراتب

قائم رہے گا لیکن جو عشق کے رنگ میں رنگین ہو کر جائیگا اسے اللہ تعالیٰ خالق و مالک ہونے کے باوجود مل جائیگا مثنوی رومی والے لکھتے ہیں۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہیں سے گزر رہے تھے۔ کہ انہوں نے ایک بدوی کو دیکھا۔ وہ جنگل میں اپنی گدڑی اوڑھے بیٹھا جوئیں مارتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن اس کی آنکھیں عشق سے چمک رہی ہیں اور وہ کہہ رہا ہے۔ اے میرے رب اگر تو مجھے مل جائے۔ تو میں سارا دن تیری جوئیں نکالتا رہوں تیرے پاؤں میں کانٹے چبھ جائیں۔ تو کانٹے نکال دیا کروں میل چڑھ جائے تو تجھے نہلا دیا کروں۔ بکری کا تازہ تازہ دودھ پلایا کروں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ باتیں سنیں تو آپ کو غصہ آیا۔ اور آپ نے سوٹا اٹھا کر اسے مارا۔ اور کہا یہ کیا نامعقول باتیں کر رہا ہے۔ بھلا خدا کو ان باتوں سے کیا نسبت ہے۔ وہ افسردہ ہو کر اور چوٹ کی جگہ کو مل ملا کر ایک طرف بیٹھ رہا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھوڑی دور ہی آگے گئے تھے۔ کہ انہیں الہام ہوا اے موسیٰ آج تو نے بڑا گناہ کیا۔ ہمارے ایک عاشق کا تو نے دل دکھا دیا۔ وہ تو جوش محبت میں پاگل ہو کر باتیں کر رہا تھا۔ اسکی یہ نیت تو نہ تھی۔ کہ وہ مجھ سے دور ہو جائے۔ بلکہ وہ تو میرے قریب آنا چاہتا تھا پس عشق کا رنگ بالکل نرالا ہوتا ہے عشق بعض دفعہ یہاں تک انسان کے رگ و ریشہ میں اثر کر جاتا ہے۔ کہ کمزور دماغ والے پاگل ہو جاتے ہیں۔ مگر جو خدا تعالیٰ کی محبت میں پاگل ہوں۔ خدا تعالیٰ انکی بھی لوگوں سے عزت کراتا ہے۔ اور لوگ انہیں یہ نہیں کہتے کہ یہ پاگل ہیں۔ بلکہ کہتے ہیں یہ مجذوب ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے عشق کی یہ بات خاص رکھی جاتی ہے کہ اسکی محبت میں پاگل ہو کر بھی لوگ پاگل نہیں کہلاتے۔ بلکہ مجذوب کہلاتے ہیں۔ پس محبت الہٰی سے خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کرو۔ رمضان میں خدا تعالیٰ اتنا قریب ہوتا ہے کہ وہ فرماتا ہے اذا سألك عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون۔ جب میرے بندے میرے متعلق سوال کریں اور پوچھیں کہ خدا کہاں ہے۔ جیسے عاشق پوچھتا پھرتا ہے کہ میرا محبوب کہاں ہے۔ تو انہیں کہدو کہ میں بالکل پاس ہوں۔ یہاں ایک شخص ایک دفعہ عشق میں پاگل ہو گیا۔ وہ جوہڑ تھا۔ اور کسی چوہڑی پر عاشق ہو گیا میں نے اسے دیکھا ہے۔ وہ گلیوں میں مجنونانہ طریق پر پھرتا رہتا جہاں سے کوئی آدمی ملتا وہ آسمان کی طرف آنکھیں اٹھا کر نہایت حسرت بھرے لہجے میں کہتا اے لوگو تو میرا محبوب مجھے ملا دے وہ جہاں جاتا اس کی یہی صدا ہوتی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا عشق اگر انسان کے دل میں پیدا ہو جائے۔ تو پھر قدرتی طور پر وہ سوالی کرتا پھرتا ہے کہ خدا تعالیٰ کہاں ہے۔ پس عبادی سے مراد اس جگہ عشاق الہٰی ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جس طرح عاشق ہر جگہ دوڑا پھرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ میرا معشوق کہاں ہے۔ اسی طرح اذا سألك عبادی عنی فانی قریب۔ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں۔ تو انہیں کہدیا۔ کہ میں قریب ہی ہوں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے عاشق کے دل کو توڑنا نہیں چاہتا اور نہ انہیں مایوس کرنا چاہتا ہے۔ تو رمضان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے

### قرب کا ذریعہ

بنایا ہے۔ اور ہماری جماعت کو چاہئے۔ کہ وہ اس سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کی کوشش کرے بعض لوگ چھوٹے چھوٹے عذرات پر روزے چھوڑ دیتے ہیں۔ میں انہیں کہتا ہوں۔ وہ ایک اتنی بڑی نعمت ضائع کر رہے ہیں۔ کہ اگر وہ اگلی زندگی میں کروڑوں سال بھی پچھتائینگے۔ تو یہ نعمت انہیں حاصل نہیں ہوگی۔ ہاں جو بیمار ہیں۔ میں انہیں بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ باہر

### لوگوں کے سامنے نہ کھایا کریں

اس سے نہ صرف رمضان کی بے حرمتی ہوتی ہے۔ بلکہ بعض لوگوں کو ٹھوکر بھی لگ جاتی ہے۔

بعض بیماریاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ وُہ بظاہر نظر نہیں آتیں۔ لیکن ڈاکٹر جانتا ہے۔ کہ اس بیماری میں روزہ منع ہے۔ مثلاً ضعفِ دل کی بیماری بظاہر نظر نہیں آسکتی۔ اور دیکھنے میں ایک شخص مضبوط اور ہٹا کٹا دکھائی دیتا ہے۔ اور آدمی سمجھتا ہے۔ کہ ایسا مضبوط شخص سارے شہر میں کوئی نہیں ہوگا۔ لیکن ضعفِ قلب کی وجہ سے وہ روزہ نہیں رکھ سکتا۔ ایسا آدمی جب بازار میں کھاتا پیتا ہے۔ تو کمزور ایمان والے یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں۔ کہ یہاں کے لوگ روزے نہیں رکھتے۔ اور اس طرح انہیں ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ پس جو لوگ

## شرعی عذر کی بناء

پر روزے نہیں رکھ سکتے۔ وہ بھی باہر لوگوں کے سامنے کھایا پیا نہ کریں۔

غرض دوستوں کو رمضان میں خصوصیت سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعائیں کرنی ہیں۔ بالخصوص یہ دعا مانگنی چاہئیے۔ کہ اللہ تعالےٰ دشمنوں کے حملوں سے ہماری جماعت کو محفوظ رکھے میں بتا چکا ہوں۔ کہ آجکل خصوصیت سے ہمیں یہ دُعا کرنی چاہئیے۔ کہ

## اللھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذبک من شرورھم

آج چاروں طرف سے دشمن ہم پر حملہ آور ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ ہمیں مٹا دے اور ہماری طاقتوں کو کچل دے۔ تم ان دشمنوں کے مقابلہ کی طاقت اپنے اندر نہیں رکھتے۔ کیونکہ تم کمزور ہو۔ اور دشمن کے ساتھ نہ صرف رعایا کا اکثر حصہ ہے۔ بلکہ حکام کا بھی ایک حصہ ملا ہوا ہے۔ پس اسکے مقابلہ کی یہی صورت ہے۔ کہ تم

## خدا تعالےٰ کے آگے جھکو

اور اس سے ان دشمنوں کی ہلاکت کی دعائیں کرو۔ آجکل خدا تمہارے پاس آیا ہوا ہے۔ تم اس سے باتیں کر سکتے اور اپنی حاجتیں اس سے منوا سکتے ہو۔ حدیثوں میں آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ روزانہ پچھلی رات سماءِ دُنیا پر اترتا اور لوگوں کی دعاؤں کو سُنتا ہے۔ مگر آجکل رمضان کے دن ہیں۔ جن میں خدا تعالےٰ اور زیادہ قریب ہو جاتا ہے پس تم تہجد میں دعائیں کرو۔ اور اتنی شدت اور کثرت سے دعائیں کرو۔ کہ جب عید آئے۔ تو وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ فیصلہ لیکر آئے کہ تمہارے دشمنوں کو تباہ کر دیا جائیگا۔ اور تمہیں اپنے مقصد میں کامیاب کر دیا جائے گا۔ یہ موقع ہے جس سے تم فائدہ اٹھا سکتے ہو اور میں نے وقت پر تمہیں بتا دیا ہے۔ پس تم سارے مل جاؤ۔ اور جس طرح پاگل کہتا پھرتا ہے۔ کہ میرا

معشوق مجھے مل جائے۔ اسی طرح تم بھی کہو۔ کہ اے خدا اب ہم تجھے نہیں چھوڑینگے۔ جب تک تو یہ فیصلہ نہ کر دے کہ

## ہمارے ہاتھ پر اسلام کی فتح

ہوگی۔ اور ہمارے دشمنوں کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور یاد رکھو تمہاری یہ دعائیں بیکار نہیں جائیں گی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو جذب کرینگی۔ اور تمہارے دشمنوں کو ناکام کرینگی۔ اور گو دُنیا میں وہ فیصلہ اتنی جلدی ظاہر نہ ہو۔ لیکن آسمان پر یہ فیصلہ ہو کر رہیگا۔ میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے ابھی اطلاع ملی ہے۔ کہ ہمارے ایک احمدی کو احراریوں نے مارا ہے۔ اور وہ اس وقت بیہوش پڑا ہے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو وہاں بھجوا دیا ہے۔ لیکن میں تمہیں کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مار تو کیا چیز ہے۔ اگر احراری تم میں سے کسی کو قتل بھی کر دیں۔ تو

## تم اپنے جذبات پر قابو رکھو

اور کوئی ایسی حرکت نہ کرو۔ جو خلافِ قانون ہو۔ تم سے وُہ بہت زیادہ قیمتی جانیں تھیں۔ جن کے ساتھ مکہ میں نہایت برا سلوک کیا گیا۔ انہیں مارا گیا۔ انہیں پیٹا گیا۔ انہیں قتل کیا گیا مگر وہ صبر اور تحمل سے برابر کام کرتے چلے گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ خانہ کعبہ میں عبادت کر رہے تھے۔ کہ کفار نے آپکے گلے میں پٹکہ ڈال کر اس زور سے دبایا۔ کہ آپ کی آنکھیں سُرخ ہو گئیں۔ اور بعضوں نے سمجھا کہ شاید آپ اس تکلیف سے وفات پا جائینگے۔ اس وقت تک پردہ کا حکم نہیں اترا تھا۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس رنگ میں اذیت دی گئی۔ تو آپ کے خاندان کی بعض مستورات باہر آگئیں۔ اور انہوں نے کفار کو کہا تمہیں شرم نہیں آتی۔ تم ایک شخص کو محض خدائے واحد کی عبادت کرنے کے جرم میں تکلیف دیتے ہو۔ ہم میں سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر کیا آپ کی خاکِ پا کے برابر بھی کون ہے۔ پھر اگر آپ نے ان سب تکلیفوں کو برداشت کیا۔ تو ہم کون ہیں۔ کہ ان تکلیفوں کو برداشت نہ کر سکیں۔ اس برداشت سے تمہارے اندر ایسی قوت پیدا ہو جائے گی۔ جس کا مقابلہ دُنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکے گی۔ جن شرطوں کے ساتھ میں تمہیں

## صبر کی تعلیم

دیتا ہوں۔ ان شرطوں کے ساتھ اگر تم دشمنوں کی ایذا رسانیوں پر صبر کرو۔ تو تم میں سے ہر شخص ایسا بم ہوگا۔ جو ساری دُنیا کو اڑا کر رکھدیگا۔ دیکھو ہوائی بندوق میں صرف ہوا بھر کر اس سے کام لے لیا جاتا ہے۔ یسپین میں ہوائی توپیں بھی بنائی گئی ہیں۔ اسی طرح میں بھی تم میں ہوا بھر رہا ہوں۔ اور تمہاری اس طاقت سے اشاعت اسلام

میں کام لینا چاہتا ہوں۔ میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ اگر میرے بتائے ہوئے طریق پر چل کر صبر کے مراحل کو تم طے کر گئے۔ تو ایک دن ایسا آئیگا۔ کہ تم اخلاص و عشق کا ہتھیار لیکر کھڑے ہو جاؤ گے۔ اور

## ساری دنیا میں ایک آگ لگا دو گے

لیکن افسوس کہ ابھی وہ دن نہیں آیا۔ میں چاہتا ہوں کہ جو جو مظالم تم پر کئے جاتے ہیں۔ وہ تمہارے دلوں میں انگارے بن بنکر جمع ہوتے چلے جائیں۔ لیکن ان کا دھواں باہر نہ نکلے۔ یہاں تک کہ تم ان انگاروں سے جلکر اندر ہی اندر راکھ ہو کر بھسم ہو جاؤ۔ وہ ویسی ہی بند آگ ہو۔ جیسی دوزخ کی آگ کے متعلق حدیثوں میں آتا ہے۔ کہ وہ بند ہوگی۔ میں بھی چاہتا ہوں۔ کہ تمہارے اندر ایک آگ ہو۔ جو جہنم کی آگ کی طرح بند ہو۔ کہ جب اسے

## باہر نکلنے کا اذن

ملے۔ تو دنیا کی کوئی طاقت تمہارے سامنے نہ ٹھہر سکے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جہنم کی آگ میں سے اگر ایک رائی کے برابر آگ بھی ساری دنیا پر ڈالی جائے۔ تو دنیا جل کر راکھ ہو جائے میری کوشش یہ ہے۔ کہ میں وہ

## جہنم کی آگ

تمہارے اندر پیدا کروں جو پہاڑوں کے برابر ہو۔ اگر جہنم کی رائی بھر آگ ساری دُنیا کو جلانے کے لئے کافی ہے تو جو آگ میں تمہارے دلوں میں پیدا کرنی چاہتا ہوں اگر پیدا ہو جائے۔ تو ایک دنیا نہیں۔ ہزاروں دنیاؤں کو تم جلانے کے قابل ہو جاؤ۔ مگر جو آگ کھلی ہوتی ہے وہ آپ ہی آپ ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اور کوئی فائدہ نہیں دے سکتی پس یہ مت سمجھو۔ کہ میں تمہیں بزدل بنا رہا ہوں میں تمہارے اندر وہ آگ پیدا کر رہا ہوں۔ جو کفر و شرک کو جلا کر راکھ کر دے۔ اور اسلام کو دُنیا کے تمام مذاہب پر غالب کر دے۔ پس کوئی تم میں سے باہر جا کر اس قسم کے واقعات کو سُنکر جوش میں نہ آئے اور اگر جوش آئے۔ تو اُسے دبائے اور کہے۔ کہ

## میں بھی کفر و شرک کو دُنیا سے مٹا کر دم لونگا

کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ تم سے آدمی لڑائی کرتے ہیں یہ آدمی نہیں لڑتے۔ بلکہ شیطان لڑتا ہے۔ وہ تو آخر ہمارے بھائی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ لڑائی کرتے پھرتے ہیں۔ اسی لئے کہ شیطان انہیں اکساتا ہے۔ پس شیطان سے تمہارا مقابلہ ہے۔ اور شیطان کو تم لٹھ مار کر ہلاک نہیں کر سکتے۔ تم آدمی کو لٹھ مار سکتے ہو۔ لیکن شیطان کو لٹھ نہیں مار سکتے۔ اسے تو وہ دعائیں ہلاک کرینگی۔ جو تم

## راتوں کو اٹھکر

کروگے۔ اور اُسے وہ تبلیغ ہلاک کرے گی۔ جو تم دن کے وقت کروگے۔ بے شک تم میں سے کئی لوگوں کے دلوں میں یہ جوش اٹھتا ہوگا کہ آؤ۔ ہم مر جائیں۔ مگر میں کہتا ہوں۔ تم اگر مرنا چاہتے ہو۔ تو جاؤ اور دُنیا کے ان گوشوں میں مرو۔ جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا نام نہیں پہونچا۔ جاؤ اور دُنیا کے ان گوشوں میں مرو جہاں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں پہونچا۔ جاؤ۔ اور دُنیا کے ان گوشوں میں مرو۔ جہاں ابھی خدا کا نام بھی نہیں پہونچا۔ ہمارے چین کے مبلغ نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے۔ کہ چین میں کوئی خدا تعالےٰ کا نام نہیں جانتا اور نہ اس کی صفات کا کسی کو پتہ ہے۔ پس یہاں مرنے سے کیا فائدہ ہے۔ تم یہاں مر جاؤ گے۔ تو وہ ملک خالی رہ جائیں گے۔ جہاں ابھی خدا تعالےٰ کا نام تک نہیں پہونچا۔ تم یہاں مر جاؤ گے۔ تو وہ ملک خالی رہ جائیں گے۔ جہاں ابھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام تک نہیں پہونچا۔ تم یہاں مر جاؤ گے۔ تو وُہ ملک خالی رہ جائیں گے جہاں ابھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نہیں پہونچا۔ پس

## اگر مرنے کی ہمت ہے

تو جاؤ۔ اور ان علاقوں میں مرو۔ جہاں خدا اور اس کے رسولوں کا نام کوئی نہیں جانتا۔ وہاں اگر ایک دفعہ بھی اللہ اکبر کہکر تم خدا تعالےٰ کا نام پہونچا دیتے ہو۔ ایک دفعہ بھی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہکر

## رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام

پہونچا دیتے ہو۔ ایک دفعہ بھی احمدیت کا ذکر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا نام پہونچا دیتے ہو اور پھر وہیں مر جاتے ہو۔ تو سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ تم نے دُنیا میں اگر کوئی کام کیا۔ دیکھو تنور میں پڑی ہوئی لکڑیاں روٹیاں پکاتی ہیں۔ لیکن جلتا ہوا گھر کسی کے کام نہیں آتا۔ بلکہ وہ انسانوں اور ان کے اموال کو تباہ کر دیتا ہے۔ اگر کوئی جلنے والی لکڑی بننے کے لئے تیار ہے۔ تو اسے چاہئیے۔ کہ وہ تنور کی لکڑی بنے جو جل کر دُنیا کو فائدہ پہونچاتی ہے۔ پس میں نوجوانوں کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ

اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کریں۔ اور غیر ملکوں میں تبلیغ اسلام کے لئے نکل جائیں۔ اور وہ روح پیدا کریں۔ جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں تھی۔ تب میں سمجھوں گا کہ تم اپنے دعووں میں سچے ہو۔

ایک بزرگ کے متعلق جو ایران یا افغانستان کے تھے۔

## تاریخوں میں ذکر

آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ ان سے ان کے غالباً ایک سو ساٹھ مرید ملنے آئے۔ اور ملاقات کے بعد عرض کیا کہ ہمیں کوئی کام بتایا جائے۔ انہوں نے فرمایا ابھی میرے پاس ایک شخص ذکر کر رہا تھا کہ ہندوستان میں اسلام کا کہیں نام نہیں۔ اکا دُکا کوئی مسلمان مل جائے تو مل جائے ورنہ عام طور پر لوگ اسلام سے سخت ناواقف ہیں۔ اگر تم کام کرنا چاہتے ہو۔ تو ہندوستان میں چلے جاؤ۔ اور تبلیغ کرو۔ وہ ایک سو ساٹھ کا ایک سو ساٹھ اسی وقت بغیر اس کے کہ گھر واپس جاتے۔ اور اپنی بیوی بچوں سے ملتے۔ سلام کر کے ہندوستان روانہ ہو گئے۔ اور تبلیغ میں اپنی عمر بسر کر دی۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے اسلام پھیلایا۔ اور اسی قسم کے لوگ ہیں۔ جو اب احمدیت کو پھیلائیں گے۔

## تنخواہ دار مبلغ

احمدیت کو نہیں پھیلا سکتے۔ وہ تو ایسے ہی ہیں جیسے کوئی نگران انسپکٹر ہو۔

پس جس دن وہ روح تمہارے اندر پیدا ہو گئی۔ جو میں پیدا کرنی چاہتا ہوں۔ اس دن نہ کوئی طاقت تمہیں مار سکتی ہے۔ اور نہ کوئی قوم تمہارے ارادوں میں مزاحم ہو سکتی ہے۔ تب تم ہی تم دنیا کے بادشاہ ہو گے۔ حکومتیں تمہاری ہوں گی۔ تجارتیں تمہاری ہوں گی۔ زراعتیں تمہاری ہوں گی۔ اور تم اسی طرح دنیا پر حاوی ہو گے جس طرح آسمان زمین پر حاوی ہے۔ یاد رکھو

## مومن کا دل خدا تعالیٰ کا عرش

ہوتا ہے۔ اور قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے۔ کہ وسع کرسیہ السموات والارض اللہ تعالےٰ کی کرسی نے زمین و آسمان کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ جب اللہ تعالےٰ کی کرسی زمین و آسمان پر احاطہ کئے ہوئے ہے تو تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ عرش کی کس قدر وسعت ہو گی۔

پس اگر واقعہ میں مومن کا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہوتا ہے۔ تو جب تم سچے مومن بن جاؤ گے۔ یقیناً ساری دنیا اسی طرح تمہاری مٹھی میں ہو گی جس طرح وہ

## خدا تعالےٰ کی مٹھی

میں ہے۔ کیونکہ اس وقت تم خدا کے ہو گے اور خدا تمہارا۔

---

۱۵ جنوری ۱۹۳۶ء تک کے لئے

## خاص رعایت

### بہترین مقوی گولیاں — "کنگ آف ٹانکس"

بڑھاپا، کمزوری، اعصابی و دماغی کمزوری، طاقت مردانہ، کمی خون، بیماری کے بعد کی کمزوری کے لئے کنگ آف ٹانکس پلز مسیحائی اثر رکھتی ہیں۔ ایک بار تجربہ فرمائیے۔ ایک ماہ کی خوراک کی قیمت ۶ روپے۔ رعایتی چار روپے۔ علاوہ محصولڈاک ؎

**مکرم جناب سیٹھ محمد سعید یوسف فرماتے ہیں:۔**

"میں نے کنگ آف ٹانکس گولیاں استعمال کی ہیں۔ مجھے انیمیا (کمی خون) کی وجہ سے دماغی شکایت بھی رہتی تھی۔ اس دوا کے استعمال سے دماغی شکایت رفع ہو کر حافظہ کو بھی تقویت پہونچی۔ اور خون کی کمی کے لئے بھی بہت مفید ثابت ہوئیں۔ میں یہ سطور شیخ احسان علی صاحب کو انکے بغیر کسی مطالبہ کے دیتا ہوں۔ تاکہ اس کی اشاعت سے اور دوست بھی فائدہ اٹھا سکیں۔"

**جناب ڈاکٹر عبدالرحمٰن صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی**

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ:۔ میں نے کنگ آف ٹانکس کے اجزا کو دیکھا ہے۔ جو کہ قیمتی اور بہترین ادویہ کا بنایا ہوا گولیوں کی صورت میں مفید مرکب ہے۔ کنگ آف ٹانکس قوت اور اعصابی کمزوری کے مریضوں کو استعمال کرانے سے مفید پایا ہے ؎

### مستورات کی بیماریوں کے لئے — "فیض عام شربت فولاد"

بہترین مقوی اور مصفی خون شربت ہے۔ جس کے استعمال سے چہرہ پُر رونق اور جسم میں ترو تازگی آجاتی ہے۔ کھانا اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔ وزن بڑھنے لگتا ہے۔ چہرے کے داغ۔ رنگت کا پھیکا پڑ جانا۔ حیض کی کمی یا بیشی۔ پیڑو کی درد۔ مرض اٹھرا کے تمام اقسام مثلاً رحم کی کمزوری۔ حمل کا گر جانا۔ اولاد کا چھوٹی عمر میں فوت ہو جانا۔ دودھ کا کم یا ناقص ہونا۔ مرض ہسٹیریا (اختناق الرحم) کے دورے وغیرہ کے عوارض دور کرنے کے لئے یہ شربت حیرت انگیز فائدہ بخش ثابت ہو چکا ہے۔

قیمت فی شیشی پچاس خوراک دو روپے۔ رعایتی ایک روپیہ بارہ آنے علاوہ محصولڈاک

**مکرمی محمد اسماعیل صاحب صدیقی پروپرائٹر دہلی ہاؤس قادیان**

فرماتے ہیں:۔ میں نے آپ سے پہلے بھی تین عدد بوتلیں شربت فولاد کی لیکر گھر میں استعمال کرائی ہیں۔ جو کہ خدا کے فضل سے بہت مفید معلوم ہوئی ہیں جس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک بوتل اور لئے جاتا ہوں۔"

**مکرم جناب سید سردار حسین شاہ صاحب اوورسیر**

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں نے شیخ احسان علی صاحب کے تیار کردہ شربت فولاد کی چار عدد بوتلیں اپنے گھر میں استعمال کرائی ہیں۔ میں یہ لکھکر خوشی محسوس کرتا ہوں۔ کہ یہ مفید ثابت ہوئی ہیں ؎

**مینجر صاحب صیغہ اشتہارات اخبار الفضل** مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۳۵ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ شیخ احسان علی صاحب کی فرم فیض عام میڈیکل ہال قادیان کی دوائیوں وغیرہ کے اشتہار الفضل میں شائع ہو رہے ہیں۔ یہ فرم کئی سال سے احباب کی خدمت کر رہی ہے۔ اس کی مشتہر ادویات خالص اجزا سے مرکب اور قابل اعتماد ہوتی ہیں۔ دوست حسب ضرورت ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ؎

**المشتہر شیخ احسان علی فیض عام میڈیکل ہال قادیان (پنجاب)**

---

## بے روزگاروں کے لئے خوشخبری ← انگریزی مٹھائی بنانا سیکھئے

سنہری موقعہ

معزز صاحبان! ہمارے ملک میں انگریزی مٹھائی کے استعمال کا رواج دن بدن ترقی پر ہے۔ اور آج سے کچھ عرصہ قبل تمام کی تمام مٹھائی قریباً ممالک غیر سے آتی تھی۔ مگر اب کچھ عرصہ سے یہاں بھی تیار کی جانے لگی ہے۔ چنانچہ سکھر (سندھ) کے لوگوں نے اس کام کو شروع کر کے کافی مالی فائدہ اور شہرت حاصل کی ہے۔ اور اب بھی ہزاروں لوگ اس کام کو شروع کر رہے ہیں۔ وہ بھی اچھے فائدہ میں جا رہے ہیں۔ اور ابھی اس بات کی ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔ کہ ایسے کارخانے اور جاری کئے جائیں۔ جن میں قریباً ہر ایک قسم کی انگریزی مٹھائی ولایتی کے مطابق تیار کی جائے۔ مثلاً ٹافی۔ چاکولیٹ۔ جیلی۔ جوجب۔ سنگترہ کی مٹھائی۔ لیمن ڈراپ۔ کیلا۔ رسبھری۔ انگور۔ خربوزہ۔ الائچی۔ ایسڈ ڈراپ ٹکیاں ہر قسم۔ پیپرمنٹ۔ اکسٹرا اسٹرانگ۔ خورد مختلف شکل و رنگ کی ٹکیاں۔ کھانسی کی ٹکیاں۔ جلاب کے واسطے کیلومل کی ٹکیاں۔ اور بہت قسم کی ٹکیاں۔ دیگر مغزیات پر کھانڈ چڑھانا۔ مثلاً بادام۔ پستہ۔ گری۔ تل۔ سونف۔ اجوائن۔ خشخاش وغیرہ ادویات کی ٹکیوں۔ گولیوں کو شوگر کوٹ کرنا۔ کھانڈ کے سگریٹ بنانا۔ کھانڈ کی پنسل بنانا۔ اور بیسیوں قسم کی مٹھائیاں بنانا۔ جن کا ذکر بخوف طوالت نہیں کیا جاتا۔ ان سب چیزوں کے تیار کرنے میں بفضل خدا ہم کو کافی سے زیادہ تجربہ ہے۔ اس لئے جو صاحب اس کام کو کرنا چاہتے ہوں۔ وہ ہم سے سیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے کارخانہ میں اس بات کا انتظام کیا گیا ہے۔ کہ ایسے سب صاحبوں کو اس کام کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے معمولی فیس لے کر کام سکھلا دیا جائے۔ ہمارے کارخانہ میں اس کام کو کرنے کے واسطے مشینیں الیکٹرک پر فٹ کی ہوئی ہیں۔ آپ اور پریکٹیکل (عملی) طور پر کام دیکھ کر اور سمجھ کر اپنے اپنے شہر میں کارخانہ جاری کر کے فائدہ حاصل کریں۔ اور شہر کی صنعتی عزت کو دوبالا کریں۔ اہل یورپ نے اس فن پر کئی ایک قیمتی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ مگر جو کام عملی طور پر سیکھکر سہولت سے کیا جا سکتا ہے وہ کتابوں کو پڑھ کر نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ کتاب میں تو صرف نسخہ ہوگا۔ مگر ہم تمام نشیب و فراز ذہن نشین کر دینگے۔ اور چند یوم میں کام سکھا دیا جائے گا۔ ہم کو پندرہ سالہ تجربہ ہے۔ مشینوں کے متعلق اور اس کام کے واسطے دیگر معلومات کا وسیع خزانہ ہمارے پاس موجود ہے۔ اس لئے بڑے شوق سے بذریعہ خط و کتابت یا ملکر فیس کا فیصلہ کر کے کام شروع کر دیں۔ جواب کے واسطے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔ کم سرمایہ والے بھی اس موقعہ سے فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ دس آنہ کے ٹکٹ آنے پر ہم اپنے کارخانہ کی تمام قسموں کی مٹھائیوں کے نمونے آپ کے علم کے واسطے بطور سیمپل روانہ کر سکتے ہیں۔ جن کو دیکھکر آپ اندازہ کر سکینگے۔ کہ آیا کام عمدہ اور فائدہ مند ہو سکتا ہے ؎

المشتہران

**محمد اسمٰعیل نظام الدین مالک کارخانہ مٹھائی انگریزی سیالکوٹ شہر کوچہ حکیم حسام دین ؎**

## مبارک رائے

دستور الارتقاء۔ سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر ہے۔ جو مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب مدرس عربی ہائی سکول خانپور کی فاضلانہ تصنیف ہے اور اپنے علمی لطائف کے سبب اس قابل ہے کہ ایک دفعہ نہیں۔ بلکہ کئی دفعہ پڑھی جائے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے مصنف کے تبحر علم کا پتہ چلتا ہے۔ اس کتاب میں روحانی فلسفہ کو عالمانہ رنگ میں پیش کیا گیا ہے۔

دستور الارتقاء۔ نظام ترقی شرائط ترقی علی الخصوص مقام محمود و مسئلہ معراج نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کی تفسیر میں مصنف نے خاص نکات معرفت بیان کئے ہیں۔ توریت اور انجیل کی پیشگوئیاں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے پوری ہوئیں ان کا بھی جابجا ذکر موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر بھی کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ علاوہ ازیں یہ کتاب مجموعہ علوم مناظرہ بھی ہے۔ مخالفین کے اعتراضات اور ان کے جوابات بھی تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں میں مولوی عبد اللطیف صاحب کو اس تصنیف پر مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ احباب خرید کر اپنے اپنے شہروں کے علماء کو پڑھنے کے لئے دیں۔ لکھائی چھپائی اعلےٰ اور مجلد وغیر مجلد مل سکتی ہے۔

قیمت قسم اول ۲ قسم دوم ۱۲ /

(ڈاکٹر مفتی) محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ۳۵/۱۰/۳

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان کی ← ← کتابوں کی قیمتوں میں نمایاں کمی

# نئے سال کے نئے تحفے



احباب جماعت کی علمی مذہبی اور روحانی معلومات میں اضافہ کرنے کے لئے گذشتہ سالوں کی طرح اس دفعہ بھی ان کے قومی بک ڈپو نے کئی ہزار روپیہ صرف کر کے مندرجہ ذیل کتابیں شائع کی ہیں۔ اور ان کی قیمتوں میں بھی اتنی کمی کر دی ہے۔ کہ خود دوست بھی حیران ہوں گے۔ امید ہے کہ دوست انہیں زیادہ سے زیادہ تعداد میں خریدیں گے

اس سال جو پہلی کتاب بک ڈپو نے شائع کی ہے۔ وہ

## احمدیت یعنی حقیقی اسلام

ہے۔ یہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا وہ معرکۃ الآرا لیکچر ہے۔ جو حضور نے کانفرنس مذاہب عالم لنڈن کے لئے قلمبند فرمایا تھا۔ اس پونے تین سو صفحہ کی کتاب کی پہلے دو روپیہ قیمت تھی۔ جو بعد میں ڈیڑھ روپیہ کر دی گئی۔ مگر اس دفعہ باوجودیکہ کاغذ پہلے سے بھی قیمتی اور عمدہ لگایا گیا ہے۔ بغرض عام اشاعت کی غرض سے قیمت قسم اول ۱۱؎ اور قسم دوم ۱۰؎ رکھی گئی ہے۔ جو واقعی حیرت انگیز طور پر کم ہے امید ہے کہ دوست اس حقائق و معارف سے لبریز کتاب کو خرید کر خود بھی پڑھیں گے۔ اور دوسروں کو پڑھوائیں گے۔

دوسری کتاب جو چھپوائی جا رہی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مشہور تصنیف

## کشتی نوح

ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بار ہا جماعت کو تاکید فرما چکے ہیں۔ کہ جماعت کا ہر ایک فرد خواہ بچہ ہو یا بوڑھا عورت ہو یا مرد اس کا بالالتزام مطالعہ کرے۔ نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو بھی پڑھوائے۔ پہلے اس کی قیمت ۸؎ تھی۔ مگر اب یہ متوسط درجہ کے کاغذ پر چھپی ہوئی صرف ۲؎ میں مل جائے گی۔ اور اعلیٰ کاغذ والی ۳؎ میں توقع ہے کہ دوست اس کی زیادہ سے زیادہ کاپیاں خرید کر اپنے اور پرایوں میں تقسیم کریں گے۔ تقسیم کرنے والوں کو زیادہ خریدنے پر اور بھی رعایت کر دی جائے گی۔

تیسری کتاب جو بکڈپو چھپوا رہا ہے وہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات مکاشفات اور رویا کا مجموعہ ہے جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے

## تذکرہ

تجویز فرمایا ہے۔ باوجودیکہ اسکی لکھائی چھپائی کاغذ عمدہ ہے۔ اور تقطیع بڑی اور صفحات چھ سو اٹھ سو کے لگ بھگ مگر قیمت صرف دو روپیہ رکھی گئی ہے۔ اس پر بھی مزید رعایت یہ کہ جو دوست پیشگی ایک روپیہ دے دیں گے۔ انہیں جلسہ سالانہ پر ایک روپیہ ۳؎ اور دینے سے مجلد کتاب مل جائے گی۔ اس کے متعلق مفصل اعلان حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے الفضل میں پہلے شائع ہو چکا ہے۔ احباب اسے ایک دفعہ پھر پڑھ لیں۔

چوتھی کتاب جو چھپ رہی ہے۔ وہ حضرت خلیفۂ ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی معرکۃ الآرا تصنیف

## دعوۃ الامیر

ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جو بہتوں کی ہدایت اور راہنمائی کا ذریعہ بنی ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے اور اس کے دلائل ایسے لطیف۔ اور دل نشین پیرایہ میں دہرائے گئے ہیں کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس پونے تین سو صفحہ کی کتاب کی پہلے دو روپیہ قیمت تھی۔ مگر اس کے نئے ایڈیشن کی قیمت (باوجودیکہ کاغذ پہلے سے بھی اعلےٰ لگوایا گیا ہے) صرف ۱۱؎ رکھی گئی ہے۔ اور قسم دوم کی صرف ۹؎ جو در حقیقت کچھ بھی نہیں

پانچویں کتاب جو بکڈپو چھپوا رہا ہے۔ وہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی مشہور اور مقبول عام تصنیف

## سیرت خاتم النبیین حصہ اول

ہے۔ یہ کتاب پہلے سنہ ۱۹ء میں چھپی تھی۔ مگر اس وقت حضرت مصنف سلمہ اللہ کے مدنظر صرف وہ نوجوان تھے جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی چنداں واقفیت نہ تھی۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اس میں زیادہ دقیق اور علمی مباحث جگہ نہ پا سکے۔ جب آپ نے اس کا دوسرا حصہ لکھا۔ جو ہر جہت سے مکمل مفصل اور ہر قسم کے مباحث اور مضامین پر مشتمل تھا۔ تو دوستوں نے خواہش ظاہر کی۔ کہ اب اس کا پہلا حصہ بھی اسی رنگ اور طرز پر لکھا جائے۔ تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق جماعت کے پاس ایک ایسی کتاب ہو۔ جو دوسری کتب سے بے نیاز کر دے۔ چنانچہ آپ نے باوجود سخت مصروف الاوقات ہونے کے احباب کرام کی خواہش کو پورا کرنے کے۔ لئے پہلے حصہ پر از سر نو نظر ثانی فرمائی۔ پہلے اس میں جو خامیاں یا کمیاں تھیں ان کو دور کیا۔ اس کے علاوہ جو ضروری مباحث تھے۔ وہ بھی داخل کئے۔ اور اسے اسی رنگ میں مکمل فرمایا جس طرح کہ اس کا دوسرا حصہ لکھا تھا۔ جن دوستوں نے اس کا پہلا ایڈیشن دیکھا ہے۔ وہ اس کے دوسرے ایڈیشن کو دیکھ کر بادی النظر میں ہی معلوم کر لیں گے۔ کہ ان دونوں میں کس قدر نمایاں فرق ہے۔ امید ہے کہ جن دوستوں نے سیرت خاتم النبیین کا دوسرا حصہ خریدا ہوا ہے۔ وہ اس کے پہلے حصہ کا دوسرا ایڈیشن ضرور ہی خریدیں گے۔ خواہ ان کے پاس پہلا ایڈیشن موجود ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ انہیں مکمل اور سیر حاصل معلومات اس دوسرے ایڈیشن میں ہی مل سکیں گی۔ اور باوجود اس کے کہ دوسرے ایڈیشن میں کافی مضمون بڑھایا گیا ہے۔ مگر پھر بھی اس کی قیمت میں نمایاں کمی کر دی گئی ہے۔ یعنی پہلے ایڈیشن کی قیمت ۱۲؎ تھی۔ مگر اس کی قیمت باوجود اس کے کہ کاغذ بہت عمدہ ہے صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے۔ تاکہ دوست سہولیت کے ساتھ خرید سکیں۔ اور اپنی معلومات کو مکمل بنا سکیں

علاوہ ان کے چند اور بھی چھوٹی چھوٹی کتابیں شائع کی ہیں۔ مثلاً

**آسمانی فیصلہ** مصنفہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قیمت ۳؎

**اسلام اور غلامی (انگریزی)** مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ قیمت ۵؎

**حدیث (انگریزی)** مصنفہ مولوی عبد الرحیم صاحب درد ایم۔ اے قیمت ۶؎

**ابنائے فارس (انگریزی)** مرتبہ صوفی عبد القدیر صاحب بی۔ اے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندانی حالات اور گورنمنٹ سے تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ قیمت ۵؎ امید ہے کہ دوست انہیں بھی خریدیں گے۔ پڑھیں گے اور ان سے خاطر خواہ فائدہ اٹھائیں گے

**حقیقۃ الوحی** کے متعلق بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس کی پہلے پانچ روپے قیمت تھی۔ مگر گذشتہ سال (جو تیسری بار چھپوائی گئی تھی) ان دوستوں کو اڑھائی روپیہ میں دی گئی۔ جنہوں نے ۸؎ آنے پیشگی دے کر اپنا نام فہرست خریداران میں لکھوا دیا تھا۔ اور بعد میں سارا سال ساڑھے تین روپے میں بکتی رہی ہے۔ مگر ان دوستوں کے لئے جو اس رعایت سے فائدہ نہیں اٹھا سکے اعلان کرتے ہیں کہ وہ جلسہ سالانہ سے پہلے ۸؎ آنے پیشگی دینگے تو انہیں جلسہ سالانہ پر اڑھائی روپے میں مل جائے گی۔ مگر چونکہ اب اس کی تھوڑی تعداد باقی ہے۔ اس لئے صرف ۲۰۰ نسخے ہی اس قیمت پر دے سکیں گے۔

اس لئے دوستوں کو چاہیئے کہ اس نادر موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ بعد میں پھر ساڑھے تین روپیہ میں ہی ملے گی۔

المشتہر ملک فضل حسین مینجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضیہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ۔ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی ہری چند ولد تیرنداس ذات ننرہ سکنہ چک ۱۵۵ ھ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۱۷/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۱/۳۰/۳۵ خانبہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضیہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ۔ اپنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی فیض احمد ولد غلام رسول ذات پٹھان سکنہ موضع علی پور تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۷/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۱/۳۰/۳۵ خانبہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضیہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ۔ اپنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی کریم بخش ولد شادا ذات بھروانہ سکنہ چک ۲۶۲ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۷/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۱/۳۰/۳۵ خانبہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضیہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ۔ اپنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی لعل ولد امیر ذات بلوچ سکنہ چک ۱۸۱ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گذاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۲/۷/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۱۱/۳۰/۳۵ خانبہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسماۃ صابان بیوہ شیر علی ذات کھوکھر فقیر سکنہ شاہ جیونہ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی صلابت ولد لکھو ذات جٹ ہیو سکنہ چک نمبر ۲۳۸ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی سلطان ولد احمد ذات جوئیہ سکنہ وساوا تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی ایشرداس ولد مہنگا رام ذات بترہ سکنہ دھنگانہ تحصیل بھکر ضلع میانوالی نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۹/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام کوٹ شاکر برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی زیادہ ولد جہانہ ذات لالی سکنہ وڑکر تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی دریام ولد سلطان ذات سوآنہ سکنہ چک نمبر ۱۷۱ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی رام کشن وغیرہ ۱۳ لنگان بچہ کرپا رام ولد لونیداس ذات میڈا سکنہ حاجی دین تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی احمد ولد حیات ذات کھچا سکنہ دو کرہ بوچھان تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۰/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام کوٹ شاکر برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ محمد غوث ولد میاں قطب الدین ذات قریشی سکنہ حویلی شیخ راجو تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی محمد زاہد و غلام محمد پسران قادر داد ذات قریشی سکنہ سرائے غلام میانیاں تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۱۲/۳۵ کو تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی یوسف ولد کھوکھا ذات جوئیہ سکنہ کوٹ وساوا تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۱۸/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام صدر جھنگ برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

## فارم نوٹس زیر دفعہ ۱۲ ایکٹ امداد قرضہ مقروضین پنجاب ۱۹۳۴ء

زیر دفعہ ۱۰ پنجاب مصالحتی قرضہ قواعد ۱۹۳۵ء نوٹس دیا جاتا ہے۔ کہ مسمی محمد ولد رحمان ذات کرنانہ سکنہ ماجوآنہ تحصیل جھنگ ضلع جھنگ نے ایک درخواست زیر دفعہ ۹ ایکٹ مندرجہ صدر گزاری ہے۔ اور بورڈ نے مورخہ ۲۰/۱۲/۳۵ تاریخ پیشی بمقام کوٹ شاکر برائے سماعت درخواست ہذا مقرر کی ہے۔ تمام قرضخواہان مندرجہ بالا مقروض اور دیگر متعلقین کو بورڈ کے روبرو مورخہ مذکور کو اصالتاً حاضر ہونا چاہیئے۔ تحریر مورخہ ۳۰/۱۱/۳۵

خان بہادر میاں غلام رسول تمیم چیئرمین مصالحتی بورڈ قرضہ ضلع جھنگ

# ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

**لاہور ۹ دسمبر۔** آج شہر میں امن و سکون ہے۔ پولیس اور فوج گشت لگا رہی ہے۔ خطرناک مقامات پر پہرہ بدستور ہے۔ اس وقت تک تقریباً ایک سو اشخاص گرفتار ہو چکے ہیں۔ گذشتہ روز چوک وزیر خان مسجد کے قریب ایک سکھ کے قتل کے سلسلہ میں ایک مسلمان گرفتار کیا گیا ہے۔ سکھوں سے کرپانیں لے لی جاتی ہیں۔ آج ایک سکھ نے ایک پولیس کانسٹیبل کو اپنی کرپان اور بلم دینے سے انکار کر دیا۔ اور ایک مسلمان پولیس کانسٹیبل پر بلم سے حملہ کر دیا۔ کانسٹیبل بال بال بچ گیا۔ سکھ گرفتار کر لیا گیا ہے۔

**پشاور ۹ دسمبر۔** صوبہ سرحد کی کونسل نے تلواروں کو اسلحہ ایکٹ سے مستثنیٰ قرار دئے جانے کی جو قرارداد منظور کی تھی۔ حکومت سرحد نے اسے مسترد کر دیا ہے۔ اس طرح صوبہ سرحد میں تلواروں کی آزادی کی اجازت نہیں دی گئی۔

**لاہور ۹ دسمبر۔** آج مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں ہندوؤں اور سکھوں پر حملہ کرنے کے الزام میں حسن محمد کے خلاف مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ ملزم کے بیانات قلمبند کئے جانے کے بعد اس پر فرد جرم عاید کر دی گئی اور اسے سشن سپرد کیا گیا۔

**بمبئی ۹ دسمبر۔** ڈاکٹر بی ایس مونجے نے بمبئی میں تین دن کے قیام کے دوران میں مجوزہ ملٹری سکول کے لئے سترہ ہزار روپے فراہم کئے۔

**کلکتہ ۹ دسمبر۔** بابو راجندر پرشاد صدر آل انڈیا کانگرس کمیٹی اور مولانا ابوالکلام آزاد نے کانگرس گولڈن جوبلی میں حصہ لینے کے لئے مسلمانوں سے اپیل کی ہے۔

**لنڈن ۹ دسمبر۔** آج لنڈن میں بحری کانفرنس مسٹر بالڈون کی زیر صدارت شروع ہو گئی۔

**لاہور ۹ دسمبر۔** اخبار "پرتاپ" اار دسمبر رقمطراز ہے۔ کہ گورنمنٹ تحریک مسجد شہید گنج کے پیش نظر پیش بندیاں کر رہی ہے۔ اور وہ بہت جلد پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کو نظر بند کر دے گی۔

**مدراس ۹ دسمبر۔** مسٹر سرینواس آئینگر نے اعلان کیا ہے کہ اگر کانگرس کو ان کی ضرورت ہے تو وہ دوبارہ کانگرس میں شامل ہونے کو تیار ہیں۔

**لاہور ۹ دسمبر۔** معلوم ہوا ہے۔ سکھوں کا ایک وفد سکھوں کی کرپانیں چھینے جانے کے سلسلہ میں گورنر پنجاب سے ملاقات کرے گا۔

**بمبئی ۹ دسمبر۔** اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ضلع ناسک کے ایک گاؤں کے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نے ہریجنوں کی فصلیں تباہ کر دیں اور ہریجن بچوں اور عورتوں سے شدید بدسلوکی کی۔

**جے پور ۹ دسمبر۔** آنریبل خان بہادر نواب چوہدری محمد دین صاحب ریونیو ممبر سٹیٹ کونسل نے آج ٹھاکر صاحب اون جیتا کو عہدہ کا چارج دے دیا۔ آپ جودھ پور کونسل کے ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔ جمعہ کے روز آپ چارج لینے کے لئے روانہ ہو جائیں گے۔ معلوم ہوا ہے آپ کی جگہ خان بہادر عبدالعزیز ریونیو کمشنر پنجاب مقرر کئے جائیں گے۔

**نئی دہلی ۹ دسمبر۔** صدر لیجسلیٹو اسمبلی نے سردار کھڑک سنگھ کے متعلق سوالات کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

**قاہرہ ۹ دسمبر۔** برطانیہ کے خلاف مظاہرہ کے دوران میں طلبا نے چار روز تک ریل جلا دیں۔ پولیس کو طلبا کے ساتھ نرم سلوک کرنے کی جو ہدایت کی گئی تھی۔ اسے منسوخ کر دیا گیا ہے۔ وزیر امور داخلہ کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ حسب ضرورت تشدد بھی کیا جائے۔ مصر میں یونیورسٹی کے تمام کالج اور سکول جو یکم دسمبر کو کھلنے تھے۔ غیر معین طور پر بند کر دئے گئے ہیں۔

**نیپلز ۹ دسمبر۔** روم اور نیپلز کے درمیان دو ٹرینوں کے تصادم سے ۱۴ اشخاص ہلاک اور پچاس زخمی ہوئے۔

**نئی دہلی ۹ دسمبر۔** معلوم ہوا ہے حکومت ہند صوبجاتی خود مختاری کو اپریل ۱۹۳۷ء تک نافذ کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے گی۔

**انقرہ** (بذریعہ ڈاک) غازی مصطفیٰ کمال پاشا کے قتل کی سازش کے سلسلہ میں شام۔ عمان اور حیفا میں مزید گرفتاریاں ہو رہی ہیں۔ عنقریب سازشیوں کے خلاف مقدمہ کی سماعت شروع ہو جائے گی۔

**برطانوی اخبار** "ٹائمز ویکلی" لکھتا ہے کہ مصر کی وفد پارٹی کے صدر نحاس پاشا اور بیگم زغلول پاشا نے اعلان کیا ہے کہ مصر میں برطانوی مال اور انگریزی زبان کا بائیکاٹ کیا جائے۔

**عدیس ابابا ۹ دسمبر۔** ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ تھوڑا عرصہ ہوا اطالوی طیاروں نے خون آور گیس کے بم برسائے۔ جو خرابی موسم کی وجہ سے کامیاب نہ ہو سکے۔ اطالیہ کے پاس اس وقت تین قسم کی زہریلی گیس کے بم ہیں۔

**عدیس ابابا ۹ دسمبر۔** مکالے پر حبشیوں کی افواج کے قبضہ کی تصدیق ہو گئی ہے۔ حبشی افواج مختلف مقامات پر پیش قدمی کر رہی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ حبشیوں نے ہوائی حملوں اور بموں سے بچنے کے لئے نئے طریق سیکھ لئے ہیں۔ وہ مصنوعی قلعے تعمیر کرا کے اوپر طیاروں پر گولیاں برساتے ہیں اور اطالیہ کا اکثر سامان حرب اکارت جاتا ہے۔

**استنبول** (بذریعہ ڈاک) معلوم ہوا ہے حکومت ترکی نے کئی کروڑ مزید جہاز خریدے ہیں۔ ترکی کی اس حربی تیاری نے یورپ میں تہلکہ مچا دیا ہے۔

**لاہور ۹ دسمبر۔** حکومت پنجاب نے اخبار "لاہور گزٹ" ۷ دسمبر کی تمام کاپیاں ضبط کر لی ہیں۔ ضبطی کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں ایسی تحریریں شائع ہوئی ہیں۔ جو دفعہ ۱۵۳ الف کی زد میں آتی ہیں۔

**پیرس ۹ دسمبر۔** ایم لاوال وزیر اعظم فرانس اور سر سیموئل ہور وزیر خارجہ برطانیہ نے جو جنگ حبشہ کے سلسلہ میں صلح کی کوششیں کر رہے ہیں۔ حبشہ کے حصے بخرے کرنے کا فارمولا تیار کر لیا ہے۔ اس فارمولے کی رو سے دوگاڈن تگرے اور اوگاڈن سے متصل صوبے اٹلی کو پیش کئے گئے ہیں۔

**لاہور ۹ دسمبر۔** کل گیارہ بجے دن چوک وزیر خان مسجد کے قریب ایک سکھ مسمی پورن سنگھ قتل کر دیا گیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ قاتل نے اس کے پیٹ میں چھری گھونپ دی جس سے وہ گر کر ہلاک ہو گیا۔

**لاہور ۹ دسمبر۔** یونیورسٹی کرکٹ ٹورنامنٹ میں گورنمنٹ کالج لاہور نے ۲۴۳ رنز سے اسلامیہ کالج کو شکست دی۔

**بوکرسٹ** (رومانیہ) ۹ دسمبر۔ بوکرسٹ میں یہودیوں کے خلاف فسادات کے نتیجہ میں متعدد اشخاص مجروح اور ۳۰ گرفتار ہوئے۔

**پیکنگ ۹ دسمبر۔** پیکنگ اور سنگھائی کے طالب علموں کا ایک بھاری ہجوم جو پیکنگ میں آ رہا ہے۔ چین میں ایک خود مختار صوبہ بنائے جانے کے خلاف مظاہرہ کر رہا ہے۔ اور وہ یہ اعلان کر رہا ہے۔ کہ یہ اقدام تمام شمالی چین کو جاپانیوں کے حوالے کر دینے کے مترادف ہے۔

**روما ۹ دسمبر۔** حکومت ہند نے چونکہ اٹلی کے خلاف اقتصادی تعزیرات نافذ کر دی ہیں اسلئے اٹلی کے حکام اٹلی میں مقیم ہندوستانی طلباء کے وظائف بند کر دینے کے مسئلے پر غور کر رہے ہیں۔

**امرتسر ۹ دسمبر۔** گیہوں تیار ۴ روپے ۷ آنے خود ۲ روپے ۱۲ آنے سونا دیسی ۳۵ روپے ۱۱ آنے ۶ پائی چاندی دیسی ۶۲ روپے ۱۲ آنے ہے۔



عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی